سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۴

...\khan\Deskto...
2010\A025.tif
not found.

الرَّحمٰنُ، علَّم القرآنَ، خَلقَ الانسانَ، علَّمهُ البَیانَ (القرآن الکریم)

ذہن نشیں تقریریں

تقریظ

حضرت مولانا ومفتی محمد راشد صاحب
اعظمی مدظلہ العالی استاذ تفسیر وحدیث
ونگراں شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند

مرتب

محمد شفیق بن عبدالحفیظ سدھارتھ نگری
متعلم شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند
ورکن مدنی دارالمطالعہ طلبۂ دارالعلوم دیوبند

ناشر

لجنۃ المؤلفین دیوبند
تفصیلات

نام کتاب: ذہن نشیں تقریریں
مرتب : محمد شفیق بن عبدالحفیظ سدھارتھ نگری 7409466347#
تقریظ : حضرت مولانا ومفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم
استاذ تفسیر ونگراں شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند
باہتمام : حامد اختر شیروانی......9058145725#
کمپوزنگ: عبدالرازق اعظمی......8979354752#
صفحات : ۱۶۰ (ایک سو ساٹھ)
قیمت : ۱۰۰ (سو روپے)
ناشر : **لجنۃ المؤلفین دیوبند**

ادارہ کی حتی الامکان کوشش رہتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کے لیے ادارہ میں علماء کی جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند	☆	زمزم بک ڈپو دیوبند
سنابل کتاب گھر دیوبند	☆	مکتبہ الحرمین دیوبند
مکتبہ مدنیہ دیوبند	☆	دارالکتاب دیوبند
کتب خانہ اعزازیہ دیوبند	☆	فیصل پبلی کیشنز دیوبند
زکریا بک ڈپو بھیونڈی	☆	مکتبہ الغزالی شری نگر کشمیر
دکن ٹریڈرس مغل پورہ حیدرآباد	☆	مولانا بکڈپو بلوہا بازار سدھارتھ نگر

نیو سلور بک ایجنسی ممبئی ☆ مکتبہ شیخ الاسلام ممبرا تھانہ مارکیٹ بھنڈی بازار

الرَّحْمٰنُ ،عَلَّمَ القرآنَ ،خَلَقَ الانسانَ ،عَلَّمَہُ البَیانَ (القرآن الکریم)

found.

ذہن نشیں تقریریں

قالَ النَّبِیُّ صلَّی اللّٰہ علیہ وسلَّم

تَھَادَوا تَحَابُّوا

السنن الکبری للبیہقی ج٦/ ص١٦٩/ رقم الحدیث ١٢٢٩٧/ (المکتبۃ الشاملۃ)

ھدیۂ مَحبَّت

بہ خدمت جناب...

....

....

....

نوٹ:۔ دوست واحباب کو ہدیہ کرکے اپنے لئے صدقہ جاریہ بنائیے

انتساب

☆ بچپن کے گلشن علمی، **مدرسہ محمود العلوم صدیقیہ** بتھریا خرد کے نام جس کی پرکیف فضاؤں میں سب سے پہلے زبان کھولنے کی توفیق وسعادت ملی۔

☆ اس گلشن علمی کو، اپنے خون جگر سے سیراب کرنے والے، شفقت ومحبت کے پیکر مجسم، استاذ محترم جناب **حافظ ابرار اللہ صاحب ومولانا محمد اللہ صاحب مدظلہما العالی** کے نام جن کا عقیدہ یہ تھا

ے
ایک پتھر کی بھی تقدیر سنور سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ سلیقے سے تراشا جائے

اور بزبان شورش کاشمیری، طلبہ کے لیے جن کا یہ حوصلہ بخش پیغام تھا

ے
قدم بڑھاؤ کہ روشن ہوں منزلوں کے چراغ
بڑھو کہ باغ وچمن کے لیے بہار ہو تم

☆ مادر علمی کی فعال ومتحرک انجمن **بزم شیخ الاسلام مدنی دارالمطالعہ** کے نام، جس کی نسبت سے قلم اٹھانے کی توفیق ملی اور جس نے یہ شعور بخشا

ے
آج بجلی سے بھی کچھ تیز ہے آواز خطیب
آج شمشیر کے مانند قلم اٹھے ہیں

دعاؤں کا طالب

محمد شفیق بن عبدالحفیظ سدھارتھ نگری

متعلم شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند

ورکن مدنی دارالمطالعہ طلبۂ دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۵/۱۱/۱۸ھ بہ روز یکشنبہ

مطابق ۲۰۱۴/۹/۱۴ء

فہرست عناوین

☆ انتساب ۵
☆ تقریظ ۸
☆ اوّلاً واجب ہے اپنے محسنوں کا شکریہ ۹
☆ باتیں دل کی ۱۳
☆ خطابت ’’فن خطابت‘‘ کی روشنی میں ۱۷
☆ محسن انسانیت ﷺ اغیار کی نظر میں ۲۴
☆ اسلام کی اخلاقی تعلیمات ۳۲
☆ اشاعت اسلام میں صحابۂ کرامؓ کا کردار ۳۷
☆ اشاعت اسلام میں اخلاق کا کردار ۴۱
☆ عشق رسول ﷺ کے تقاضے ۴۷
☆ کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟ ۵۳
☆ امن عالم اسلامی قیادت ہی سے ممکن ۵۸
☆ اسلام کے لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قربانیاں ۶۵
☆ حضرت علیؓ کی شان شجاعت وبہادری ۷۲
☆ ترتیب احادیث میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا امتیازی کارنامہ ۷۹
☆ حضرت حجۃ الاسلامؒ بحیثیت مناظرِ اسلام ۸۶
☆ حضرت شیخ الہندؒ کا انداز تعلیم وتربیت ۹۶
☆ حضرت شیخ الہندؒ اور تحریک آزادی ۱۰۲

☆ حضرت شیخ الاسلامؒ کے مجاہدانہ کارنامے ۱۰۸

☆ حضرت حکیم الامتؒ حیات وکارنامے ۱۱۹

☆ الحادو بے دینی کا طوفان بلاخیز اور مسلم نوجوان ۱۲۴

☆ تعلیم کے نام پر تبلیغ مسیحیت اور ہماری سادہ لوحی ۱۳۰

☆ فتنۂ غیر مقلدیت کا تاریخی جائزہ ۱۳۷

☆ مسلمانوں کے خلاف صلیبی وصیہونی سازشیں ۱۴۴

☆ قصد طیبہ ۱۵۱

☆ شاہد قدرت ۱۵۳

حضرات!

ہم دونوں (بھائیوں) کے نام کا ایک فرد علی کا مقدس نام ہے اور میرے نام میں تو ایک دوسرا نام بھی شامل ہے، جو علی سے بھی بزرگ تر ہے، میں ذاتی عناد کے باعث ایک مچھر کو بھی نہیں مار سکتا؛ لیکن اپنے خدا کے واسطے میں سب کو قتل کردوں گا، میں اپنے بھائی کو ذبح کر ڈالوں گا، اپنی پیاری بوڑھی ماں کو، اپنی بیوی کو، اپنے بچوں کو، سب کو خدا کی راہ میں ذبح کر ڈالوں گا، خدا میری مدد کرے۔

(مولانا محمد علی جوہرؒ کے بیان کا آخری ٹکڑا.....مقدمات و بیانات اکابر ص ۲۳)

☆☆☆☆☆

تقریظ

حضرت مولانا ومفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ

استاذ حدیث وفقہ ونگراں شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم: اما بعد.

بیان وتقریر ایک نعمت بے بہا ہے، جس سے انسان اپنے گوناگوں مقاصد حاصل کرسکتا ہے، خاص طور پر وہ حضرات، جن کو انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے مقام سے سرفراز کیا جاتا ہے، جو امت کی پیشوائی اور رسول پاک ﷺ کی وراثت کی امین ہوتے ہیں یعنی علمائے ربانیین۔

اللہ تعالیٰ ان کی دل سوزیوں اور بیانوں کے ذریعہ، ہزاروں نفوس کی زندگیوں میں روحانی اور ایمانی انقلاب پیدا فرمادیتے ہیں، قوت بیان کے سوتے، جہاں دل کی گہرائیوں سے تعلق رکھتے ہیں، وہیں بڑی حد تک اس کا تعلق مشق وتمرین سے بھی ہے، زیر نظر کتاب میں اس طرح کا مستند اور مؤثر مواد فراہم کیا گیا ہے، جس سے تقریر وبیان کے سلسلہ میں ایک بہترین رہنمائی حاصل ہوسکتی ہے۔

کتاب کے مصنف عزیز مولوی محمد شفیق سدھارتھ نگری متعلم شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند نے قابل قدر محنت کرکے قیمتی مضامین یکجا کیے ہیں، جہاں تک ہوسکا ہر بات باحوالہ ہے، انشاء اللہ اس کتاب کے ذریعہ میدان تقریر میں قدم رکھنے والے بڑی سہولت اور کامیابی کے ساتھ، اپنی منزل تک گامزن ہوسکتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کی اس محنت کو مقبول ومفید بنائیں۔ آمین

محمد راشد اعظمی

دارالعلوم دیوبند

۱۹/ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ

اولاً واجب ہے اپنے محسنوں کا شکریہ

سب سے پہلے میں اس خدائے لم یزل ولا یزال کا شکر گذار ہوں جس نے محض اپنے فضل وکرم سے، مجھ بندۂ ناچیز کو دولت ایمان سے نواز کر، محمد عربی ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا، نیز اپنی مرضیات ومنہیات کے شعور وآگہی کے لیے، مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں، تحصیل علم دین کا حسین موقع عنایت فرمایا، **فالحمد علی ذلک حمداً کثیرا.**

اس کے بعد میں اپنے ان تمام اعزاء واقارب، مشفق ومکرم اساتذۂ کرام اور مخلص احباب کی خدمات عالیہ میں ہدیۂ تشکر وامتنان پیش کرتا ہوں جنہوں نے یہ وادی طے کرنے میں اس بندۂ عاجز کی مدد فرمائی۔

احقر کی پرورش ایک ایسے ماحول میں ہوئی جہاں تحصیل علم دین کا کوئی تصور نہیں تھا، پورے گاؤں اور رشتہ داروں میں کوئی بھی حافظ قرآن اور عالم دین نہیں تھا، یہ تو محض فضل خداوندی اور مکتب کے اساتذۂ کرام کی ذہن سازی تھی کہ احقر حفظ قرآن کے لیے آمادہ ہوا، تو سابقہ تجربات کی روشنی میں اساتذۂ کرم کی اس رائے؛ بلکہ فیصلہ کی تائید کرنے والا شروع شروع میں والدہ ماجدہ، ہمشیرہ محترمہ اور برادر مکرم جناب ماسٹر شمس الہدی صاحب کے علاوہ کوئی نہیں تھا، ان تینوں ہستیوں نے کافی حوصلہ افزائی فرمائی اور دلی دعاؤں سے نواز کر اس بندۂ عاجز کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے میں بھر پور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنے شایان شان اجر عطا فرمائے۔ آمین

اس کے بعد میں ہدیۂ تشکر وامتنان اور نذرانۂ شکر وسپاس پیش کرنا چاہتا ہوں بچپن کے گلشن علمی مدرسہ محمود العلوم صدیقیہ بتھریا خرد ضلع سدھارتھ نگر کے مشفق ومربی اساتذۂ کرام محترم جناب حافظ ابرار اللہ اور جناب مولانا محمد اللہ صاحب مدظلہما کی خدمات عالیہ میں، کہ اگر اس دنیائے اسباب میں ان کرم فرما ہستیوں کی نظر کرم،

مجھ بندۂ حقیر پر نہ پڑتی تو شاید اس ہیئت ولباس میں نہ ہوتا، یہ انہیں کی شفقت ومحبت، جدوجہد، محنت ومشقت اور تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے کہ آج یہ ناکارہ بندہ، تحصیل علم دین جیسی عظیم شاہراہ کا راہی اور مادر علمی دارالعلوم دیوبند کا طالب علم ہے۔

تشکر وامتنان کے وہ الفاظ کہاں سے لاؤں جو ان کے احسان کی ترجمانی کر سکیں، سارے استعارات وتمثیلات ان کے احسانات کو بیان کرنے سے عاجز وقاصر ہیں، ان کرم فرما ہستیوں کے احسانات کا اگر میں بدلہ دینا چاہوں؛ بلکہ یہ تصور بھی کروں کہ

میں لعل نذر کروں، لالہ زار نذر کروں
سرود میکدۂ نوبہار نذر کروں
نسیم گیسوئے مشکیں بہار نذر کروں
گلاب وسرو سمن کا نکھار نذر کروں

تو شاید اس سے بڑی گستاخی کچھ اور نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ کہاں ان حضرات کی بے لوث محبت، بے غرض چاہت، خلوص وللّٰہیت، توجہات وعنایات اور کہاں کائنات کی یہ فانی لذات ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

تقریر وخطابت کے حوالہ سے، ان مشفق اساتذۂ کرام کا یہ احسان بھی قابل ذکر ہے کہ بچپن ہی سے ان حضرات نے اس پر توجہ دی، بچوں کی خوشی، امنگ، آرزو اور دلجوئی کے لیے سال کے اخیر میں سالانہ پروگرام بھی منعقد کرتے تھے طلبہ کو ہر طرح تیار کرتے، ان کی مشق کراتے، مدرسے کے اوقات کے علاوہ خارج میں بھی وقت نکال کر بچوں پر توجہ دیتے، بچوں کو قوم کا سرمایہ سمجھ کر، ان کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے، بچوں کی دلجوئی کے لیے لوگوں کو انعام سے

نوازنے پر آمادہ کرتے اور جب ساری تیاریاں مکمل ہو جاتیں تو ماہ شعبان کی چاندنی راتوں میں مدرسہ کے سامنے اسٹیج لگتا، گاؤں کے معزز حضرات اور بچوں کے سرپرست، باپ، بھائی، ماں، بہن سب اپنی اپنی نشست گاہ میں موجود رہتے، کیا مجال کہ کوئی بچہ خالی ہاتھ واپس جاتا، ہر ایک کو انعامات سے نوازا جاتا، مختلف لباس میں ملبوس مجھ جیسے تمام بچے اسٹیج پر آتے، پروگرام پیش کرتے، تقریر وغیرہ کا سب سے بڑا مقصد انعام حاصل کرنا ہی تھا، اور انعام ملنے کے بعد جو خوشی حاصل ہوتی تھی، آج اس کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا، بچپن میں سب سے زیادہ خوشی عید کے دن ہوتی ہے؛ لیکن بلا مبالغہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جلسہ کے دن ہماری خوشی عید کے دن سے کم نہیں رہتی تھی، ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں چند جملے ادا کر کے عجیب فرحت ومسرت حاصل ہوتی تھی، جس کو ماضی کے جھرونکوں میں جھانک کر دیکھا تو جا سکتا ہے؛ لیکن اسے دوبارہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ آج جب کہ احقر کی یہ کتاب منظر عام پر آنے کو ہے، قلم بے اختیار ان کے احسانات کو قلم بند کرتا چلا جا رہا ہے اور دل سے یہ صدا نکل رہی ہے

تہ دل سے ہے ان کا شکریہ ذرہ نوازی کا
خدا ان کو جزائے خیر دے بندہ نوازی کا

بچپن کے گلشن علمی سے نکل کر مدرسہ انوار الاسلام مہوا بسم اللہ خاں اور دارالعلوم الاسلامیہ بستی سے ہوتا ہوا یہ بندۂ حقیر مادر علمی دارالعلوم دیوبند پہنچا، دارالعلوم پہنچ کر یہاں کی سب سے فعال ومتحرک اور طلبۂ دارالعلوم کی محبوب انجمن مدنی دارالمطالعہ سے وابستہ ہو گیا، اور بچپن کی اس فطری صلاحیت کو پھر سے پروان چڑھانے کا موقع ملا اور اپنے ظرف کے مطابق استفادہ کی کوشش کی، مدنی دارالمطالعہ کی وابستگی سے یہ فائدہ ہوا کہ اس سے قبل بازار میں دستیاب کتابوں پر ہی

انحصار تھا؛ لیکن مدنی دارالمطالعہ سے تعلق کے بعد از خود مضامین منتخب کرنے کی کوشش کی، اس کوشش میں کہاں تک کامیابی ملی، اس کا فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس انتخاب میں اگر کوئی خوبی نظر آتی ہے تو وہ محض فضل خداوندی، مکتب کے اساتذۂ کرام اور مشفق ومربی، حضرت مولانا وقاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم العالیہ، استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وسرپرست مدنی دارالمطالعہ طلبۂ دارالعلوم دیوبند کی نظر کرم اور تربیت کا ثمرہ ہے، اور جو خامیاں، کوتاہیاں ہیں وہ احقر کے فہم ناقص کا نتیجہ ہیں۔

مدنی دارالمطالعہ کے ساتھ ساتھ بھائی شمشیر احمد مہاراشٹری اور اراکین مدنی دارالمطالعہ خصوصاً رفیق محترم مولوی وصی اللہ سدھارتھ نگری ناظم مدنی دارالمطالعہ طلبۂ دارالعلوم دیوبند، مولوی عبدالرازق اعظمی، مولوی محمد شاہد سیتاپوری، مولوی محمد ثاقب جون پوری، مولوی محمد اسامہ کویتی، مولوی حامد اختر اعظمی، مولوی محمد طلحہ گڈاوی اور برادر صغیر مولوی محمد تنویر سدھارتھ نگری کا بھی شکر گزار ہوں کہ یہی احباب تقریر ترتیب دینے کا سبب بنے اور اشاعت کے ہر ہوموڑ پر تعاون بہم پہنچایا۔
اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے شایان شان اجر عطا فرمائے۔ آمین

دعاؤں کا محتاج

محمد شفیق بن عبدالحفیظ سدھارتھ نگری

متعلم شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند
ورکن مدنی دارالمطالعہ طلبۂ دارالعلوم دیوبند
۱۸/۱۱/۱۴۳۵ھ بہ روز یکشنبہ
مطابق ۱۴/۹/۲۰۱۴ء

باتیں دل کی

حضرت انسان کو عطا کردہ، گونا گوں فطری صلاحیتوں میں سے تقریر وخطابت بھی ہے، جس پر اگر تھوڑی سی توجہ دی جائے تو انسان اپنے مافی الضمیر کو، بہتر سے بہتر انداز میں ادا کرنے پر قادر ہوسکتا ہے، قوموں کے خیالات کو تبدیل اور خوابیدہ اقوام کو بیدار کرسکتا ہے؛ لیکن اگر اس سے پہلو تہی کی جائے تو دیگر صلاحیتوں کی طرح اس میں بھی زنگ لگ جاتا ہے اور انسان قوت گویائی کا شرف رکھنے کے باوجود، کما حقہ اپنے مافی الضمیر کو ادا نہیں کرسکتا، اپنے دلی جذبات کا بحسن وخوبی اظہار نہیں کرسکتا؛ بلکہ اندر ہی اندر جذبات وخیالات کے تلاطم کی وجہ سے، بسا اوقات انسان غیض وغضب، بغض وحسد اور کینہ وجلن کا شکار ہوجاتا ہے، جن کا نتیجہ سوائے خسران وناکامی کے کچھ بھی نہیں یا پھر اندر ہی اندر کڑھتا رہتا ہے اور آہستہ آہستہ نفسیاتی مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے، بقول شاعر ؎

فن وہ جگنو ہے جو اڑتا ہے ہوا میں قیصر
بند کر لو گے جو مٹھی میں تو مر جائے گا

اسی فطری تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے، قوت گویائی اور طلاقت لسانی کو بنیاد بنا کر، جہاں حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے، بارگاہ خداوندی میں **واحلل عقدۃ من لسانی** (سورہ طٰہٰ آیت ۲۷) کی درخواست پیش کی، وہیں اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے نبوت جیسی عظیم نعمت کی التجا ان الفاظ میں کی "ھو افصح منی لسانا فأرسلہ معی ردءاً یصدقنی" (سورۃ القصص آیت ۳۴) یہی نہیں؛ بلکہ پوری تاریخ انسانی اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی اس دنیائے فانی میں کوئی انقلاب رونما ہوا تو سب سے پہلے اسی فطری جوہر کا سہارا لیا گیا، اللہ جزائے خیر دے ہمارے اسلاف واکابر کو کہ انہوں نے اس فطری

صلاحیت میں رنگ وروغن بھرنے اور حسن ونکھار پیدا کرنے پر زور دیا، چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

"اکثر مدارس میں طلبہ کی تقریر وتحریر کا کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا، اس میں اہل علم کا عاجز ہونا، ان کی منصبی خدمات کا ضعیف ہونا ہے، اس لئے اس کا خاص انتظام واہتمام ضروری ہے............اتنی ضرورت اس زمانے میں ضرور معلوم ہوتی ہے کہ دیگر عام تعلیم کی طرح خوش تحریری وخوش تقریری کی مشق کا اہتمام بھی مدارس میں بالالتزام کیا جائے، اس طریقے پر کہ وہ طلبہ کے لئے اختیاری امر نہ رہے؛ بلکہ سب کو اس امر پر مجبور کیا جائے" (آداب تقریر وتصنیف)

نیز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں

"ایک ضروری امر یہ ہے کہ نوجوانوں کی جماعت تیار ہونی چاہیے جو کہ تحریر وتقریر کی مشق کریں اور ضروری مقامات پر مذہبی اور سیاسی تقریریں کرسکیں، مواد کو جمع کریں، مباحث اور تاریخیں ایک ہفتہ پہلے متعین ہوجایا کریں اور ضروری مطالعہ کرکے وقت معین پر تقریریں کر دیا کریں ....اسی طرح مختلف عنوانات پر مضامین لکھیں اور علمی رسائل واخبارات میں شائع کراتے رہیں، آہستہ آہستہ اچھی خاصی قدرت حاصل ہوجائے گی ....ڈرنا اور مرعوب ہوکر، پیش قدمی سے جھجکنا سخت غلطی ہے"

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۲/مکتوب ۱۳۱/ص ۳۷۰)

اکابر کے انہیں فرمودات کے پیش نظر، مدارس اسلامیہ میں انجمنوں کا قیام عمل میں آیا؛ تاکہ مدارس اسلامیہ کی چہار دیواری سے نکلنے والے طلبہ عصر حاضر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ اعلان کرسکیں

تہذیب صحافت ہو کہ تہذیب خطابت
ان دونوں محاسن کا نمائندہ رہوں گا
تاریخ مرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں آئندہ رہوں گا

یہ انجمنیں روز اوّل سے ہی اپنے مقصد میں لگی ہوئی ہیں اور بحمد اللہ کامیابی وکامرانی کے ساتھ محوسفر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مشفق ومکرم اساتذۂ کرام کی توجہ وعنایات سے، احقر بچپن ہی سے تقریر وخطابت کی مشق کرتا رہا ہے، ابتداء میں بازار میں دستیاب تقریر کی کتابوں سے استفادہ کرتا رہا؛ لیکن جب مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی سب سے فعال ومتحرک اور طلبۂ دارالعلوم دیوبند کی محبوب انجمن ''مدنی دارالمطالعہ'' سے وابستگی ہوئی اور سالانہ مسابقۂ خطابت میں شرکت کے لیے، نئے نئے موضوعات سامنے آئے تو تقریر مرتب کرنے پر مجبور ہونا پڑا، شروع میں کافی مشقت اٹھانی پڑی؛ البتہ جب پہلی مرتبہ اللہ کے فضل وکرم سے اپنی مرتب کردہ تقریر ''امن عالم اسلامی قیادت ہی سے ممکن'' پر اوّل پوزیشن حاصل ہوئی تو کافی حوصلہ ملا اور ہر سال دو چار نئے نئے موضوعات پر تقریر ترتیب دینے کا سلسلہ چل پڑا، یہ ترتیب کیا ہوتی تھی؛ بس ایک موضوع سے متعلق، دو چار کتابوں کے مختلف اقتباسات ہوتے تھے، جن کو اپنی ناقص فہم کے اعتبار سے اکٹھا کر دیا جاتا تھا اور بحمد اللہ پوزیشن بھی حاصل ہو جاتی تھی، یہ کتاب انہیں تقریروں کا مجموعہ ہے؛ اس لیے آپ دیکھیں گے کہ ایک ہی اقتباس یا ابتدائیہ مختلف تقریروں میں موجود ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے مناسب ہے۔

البتہ عہد ماضی میں حوالوں کا زیادہ اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے، اس وقت تقریر کی جو کتابیں بازار میں دستیاب ہیں، ان میں حوالوں کا التزام نہیں ہے اور چوں کہ احاطۂ دارالعلوم میں انہیں کتابوں کی تقریریں عموماً کی جاتی ہیں، اس لیے

حوالوں پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی جاتی، رطب ویابس ہر طرح کی باتیں بیان کر دی جاتی ہیں، اللہ جزائے خیر دے **''مدنی دارالمطالعہ''** کے سرپرست **محترم، مشفق ومربی** حضرت مولانا وقاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم العالیہ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کو کہ آپ نے ہمیشہ حوالوں پر زور دیا اور خالص لفاظی پر کڑی تنقید کی، آپ کی دوربیں نگاہیں موضوع سے متعلق مواد، آیات واحادیث کی کثرت اور حوالہ جات پر پہلے پڑتی تھیں، اس کتاب میں شامل اکثر تقریریں **''بزم شیخ الاسلام مدنی دارالمطالعہ''** کے سالانہ مسابقۂ خطابت میں شرکت کے لیے تیار کی گئی تھیں، اس لیے حتی الامکان حوالوں کا اہتمام کیا گیا ہے؛ اگرچہ اس کی وجہ سے کہیں کہیں سلاست وروانی میں کمی آگئی ہے، ہاں کچھ تقریریں دیگر احباب کی بھی ہیں۔ جن کو ان کی اجازت سے اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ ان میں حوالوں کا اہتمام نہیں ہوسکا ہے، بعض موضوعات کافی وسیع ہیں، اس لیے تقریر بھی کافی طویل ہوگئی، قارئین سے درخواست ہے کہ حسب ضرورت اختصار کر کے مرتب کو معذور سمجھیں۔

چونکہ یہ احقر کی ایک طالب علمانہ کوشش ہے، جس میں علمی، ادبی، تاریخی اور تحقیقی خامیاں، غلطیاں اور کوتاہیاں ضرور ہوں گی؛ اس لیے اہل علم سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اغلاط کی نشاندہی فرما کر ممنون فرمائیں، اور اگر کوئی فائدہ محسوس ہو تو اس بندۂ حقیر کو دعائے خیر سے نواز کر احسان عظیم فرمائیں۔

طالب دعا

محمد شفیق بن عبد الحفیظ سدھارتھ نگری

متعلم شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند
ورکن مدنی دارالمطالعہ طلبۂ دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۵/۱۱/۱۸ھ بہ روز یکشنبہ
مطابق ۲۰۱۴/۹/۱۴ء

خطابت ''فن خطابت'' کی روشنی میں

مشہور خطیب، نڈر و بے باک صحافی، انتہائی باغیرت وخوددار، عظیم قلمکار، محترم جناب آغا شورش کاشمیریؒ کی مشہور و معروف کتاب ''فن خطابت'' کی روشنی میں، خطابت کے سلسلے میں چند باتیں اس وضاحت کے ساتھ نذر قارئین ہیں کہ اختصار و تلخیص سے تو کام لیا گیا ہے؛ لیکن الفاظ و جملے میں تغییر و تبدیل بالکل نہیں ہے الفاظ و جملے شورش کاشمیریؒ ہی کے ہیں۔

عوم سے اجتماعاً ہم کلام ہونے کا نام ''خطابت'' ہے، اصطلاحاً اس فن کا نام ہے، جس کا مقصد و مطمح عوام سے خطاب کرنا اور ان کے دل و دماغ، میں اپنی غایت و منشاء اتارنا ہے، خطابت میں ترغیب و ترہیب دونوں ہیں، فی الجملہ خطابت، زبان کا اعجاز ہے، خطابت کے تین عناصر ہیں:

(۱) مقرر یا خطیب

(۲) پیام یا موضوع

(۳) سامعین وحاضرین

مقرر (SPEAKER) کی حیثیت خیالات وجذبات کے سفیر کی ہے، وہ اپنے فن کو وہبی و اکتسابی خصوصیتوں کے امتزاج سے پیش کرتا ہے، جو کچھ اس کے پاس ہے اس کو اچھالتا اور اجالتا ہے، جس کی طلب ہے، اس کی تصویر کھینچتا ہے، وہ طبیعتوں کو تیار کرتا، دماغوں کو آواز دیتا، دلوں کو گرماتا اور قدموں کو دوڑاتا ہے، گویا خطیب اپنے فن کی مملکت کا شہریار ہے کہ ذہنوں پر فرماں روائی کرتا ہے اور مقرر میکدۂ عوام کا پیر مغاں ہے جس کے پیمانوں کی گردش، تشنہ کاموں کا پیاس بجھاتی ہے۔ (فن خطابت ص ۲۳)

ایک خطیب میں ذیل کے اوصاف کا ہونا ضروری ہے، ان کے امتزاج ہی سے اس شخصیت استوار ہوتی ہے۔

☆ بے ریا کردار ☆ بلند نصب العین ☆ اخلاص فی العمل ☆ صداقت شعاری ☆ شخصی وجاہت ☆ باخبر ذہن ☆ نستعلیق اشارات ☆ طلاقت لسانی ☆ بے عیب آواز ☆ صحیح تلفظ ☆ حاضر جوابی ☆ برجستہ گوئی ☆ موقع شناسی ☆ وحدت مقصد ☆ ہمدردی و پامردی ☆ مجمع نفسیات سے آگاہی ☆ فہم عامہ ومہارت تامہ ☆ مطالعہ کی چٹک ☆ مشاہدہ کی لگن (ایضاً ص ۳۲)

خطابت کے اجزاء درج ذیل ہیں:

(۱) آواز: خطابت کی رفتار ہے، بول لینا اور بات ہے؛ لیکن خطاب کرنا دوسری بات، اس غرض سے آواز کا صاف ستھرا ہونا، اس میں اتار چڑھاؤ ہونا اور مضمون کی رعایت سے نرم گرم ہونا، خطابت کا لازمہ ہیں، ایک مقرر میں صوتی حسن جس خوبی سے ہوگا، اس کی فنی چابک دستی بڑھے گی، آواز کو ترتیب دینا زبان کی معرفت حاصل کرنے سے کم نہیں۔

(۲) اظہار: ایک چیز ہے آواز، دوسری چیز ہے اظہار؛ یعنی جو چیز کہنا ہے وہ کیوں کر بیان کی جائے، ہر موضوع کے لیے طریق اظہار مختلف ہوتا ہے حتی کہ پبلک جلسوں میں بھی ہم موضوع کی رعایت سے طریق اظہار بدلتے ہیں، ظاہر ہے کہ تعزیت کے جلسہ میں مسرت کا لہجہ اختیار نہیں کر سکتے، اظہار کی نوعیت بدل جاتی ہے، مقرر کا لہجہ اظہار روح ہے اور تلفظ کی صحت اتنی ضروری ہے جتنا آنکھ کے لیے بینائی اور کان کے لیے سمع!

(۳) تکنیک: ہم کیوں کر تقریر کرتے ہیں؟ ہمارے لب ولہجہ کا رنگ ڈھنگ کیا ہے؟ ابلاغ واظہار کا سانحہ کیسا ہے؟ اور الفاظ ومعانی کی چال ڈھال کیا ہے؟ یہی ہر خطیب کی تکنیک ہے۔

(۴) اسلوب: اس خصوصیت کا نا ہے جو مقرر وخطیب اپنے لیے خاص کر

لیتے ہیں، اسلوب کے معنی، زبان و بیان کی طرز و روش کے ہیں۔

(۵) سلاست: معنی ہیں زبان کی روانی، ایک مربوط آہنگ میں، کسی اٹکاؤ کے بغیر اس طرح بولنا کہ دل پر دستک پڑتی رہے اور کان محسوس کریں کہ اپنا دامن بھر رہے ہیں، فی الجملہ سلاست صبا کی موج ہے، جو الفاظ کے غنچے چٹخاتی اور معانی کے پھول کھلاتی ہے، غالب کے الفاظ میں سلاست اس شعر کے مصداق ہے۔

دیکھئے تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ سمجھا کہ گویا یہ بھی مرے دل میں ہے

(۶) متانت: جب تک مقرر اپنے موضوع یا مضمون سے سنجیدہ نہ ہو، اس سے عوام کا متاثر ہونا ممکن نہیں، خطابت میں سنجیدگی، مشروب میں سرور کی طرح ہے، ایک غیر سنجیدہ تقریر مداری کا تماشا ہے، متانت خطابت کے چہرے کا سکون ہے۔

(۷) اشارات: ہر مقرر، دوران تقریر اپنے ہاتھوں اور آنکھوں کے علاوہ چہرے کے اتار چڑھاؤ سے، مختلف اشارات پیدا کرتا ہے، یہ اختیاری نہیں ہوتے؛ بلکہ خیالات کے ساتھ بے اختیار ابھرتے اور آواز کے زیر و بم کی سفارت کرتے ہیں۔

(۸) ظرافت: ظرافت کے معنی ہیں خوش طبعی، اس کی صحیح تصویر یہ ہے کہ خطابت میں چٹکی لی جائے، مطلب ہے لطیف و شریف طنز، ہلکا پھلکا مزاح، رواں دواں لطیفہ، چلتا پھرتا بذلہ، اور بولتی چالتی پھبتی، پھبتی کے معنی ہیں اعلیٰ کو ادنیٰ سے تشبیہ دینا، طنز یا پھبتی کا انداز یہ ہو کہ جس کے متعلق طنز کی گئی ہے، وہ خود محسوس کرے کہ اس کو بھی لذت حاصل ہوئی ہے۔

(۹) تمثیلات: ان سے خطابت کا وزن سوا ہوتا اور زبان و بیان کو تقویت پہنچتی ہے، ان کی حیثیت تقریر میں وہی ہے، جو شاعر میں معاملہ بندی کی ہے۔

(۱۰) استدلال: خطابت کا ضمیر ہے، ظاہر ہے بلا استدلال ہر چیز مؤثر

نہیں ہوتی؛ بلکہ لمحۂ رواں کی طرح گذر جاتی ہے۔

(۱۱) تجربہ: اس سے خطابت جوان ہوتی ہے، اس سے مراد مشق ہے، ایک خطیب مجمع اور موضوع کے تسلسل ہی سے پختہ ہوتا اور مشاق کہلاتا ہے۔

(۱۲) انفرادیت: خطیب کی شخصی وجاہت اور خطابت کی معنوی چھب کا نام ہے، اس کی مثال ادا کے مانند ہے؛ لیکن انفرادیت خطیب کے اظہارِ ادا کا نام ہے۔ (فن خطابت ص ۴۴/۴۷)

خطابت اداکاری نہیں اور نہ مقرر کسی کھیل یا ناٹک کا اداکار ہے اداکار تماشہ ہوتا ہے، ناظرین تماشائی، خطیب رہنما ہوتا ہے، سامعین راہرو، فی الجملہ اداکار کا فن مسرت اور خطیب کا فن عزت ہے، ظاہر ہے اداکار کا فن اس کا پیشہ اور خطیب کا فن اس کا فرض ہے اور فرض کسی تصنع سے ادا نہیں ہوتا، اس کی اساس عشق و اخلاص پر ہے اور اخلاص ایک بے میل سچائی کا نام ہے، خطابت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مقرر سے لے کر تقریر تک، سب کچھ غیر مصنوعی ہو، کسی پہلو سے کوئی چیز مصنوعی ہوگی تو حشو و زوائد ہوگی۔

ایک مقرر کی سب سے بڑی کامیابی، اپنے افکار و خیالات سے اس کا عشق ہے، عشق سچا ہوگا تو لوگوں کے جذبے کو محیط ہوگا اور خطیب کی آواز کا حسن، سامعین کے چہروں پر دمک اٹھے گا اور ان کے چہرے یہ صدا دینے لگیں گے۔

خم لگا دے میرے منھ سے تیرے میخانہ کی خیر
ایک دو جام سے ساقی مرا کیا ہوتا ہے!

تکلف سے بولنا خطابت کے لیے ہلکا پن ہے اور خود پسندی خطابت کے لیے زہر ہے، اپنی انا پر قائم رہنا، شخصی کردار کا حسن ہے؛ لیکن خطابت کے دوران اُنا کا اظہار اور اس پر اصرار شتر گربہ ہے (ایضاً ص ۷۰/۷۱)

اب اخیر میں خطابت کے چند نکات واشارات نذر قارئین ہیں:

(۱) آواز کونشو ونما دو، صاف رکھو، مستحکم کرو، ایک طاقتور آواز ہی فتح مند ہوسکتی ہے، آواز کواس طرح نہ بناؤ کہ مترنم محسوس ہو۔

(۲) کبھی چبا کر نہ بولو، الفاظ نوالہ نہیں، اس طرح بولو کہ حلق سے نکلی، حلق میں پہنچی، آواز ذریعہ ابلاغ ہے، گلا صاف ہوگا تو آواز ستھری ہوگی۔

(۳) آواز میں چمک ہو، اس کے زیر و بم سے آشنا ہو، پہلے گونج اور گرج سیکھی جاتی ہے، پھر آواز کا اتار چڑھاؤ، خطابت کا فطری لازمہ ہوجاتا ہے۔

(۴) ہمیشہ خطباء وادباء، شعراء وحکماء اور علماء وفضلاء کی بات چیت پر نگاہ رکھو، آپ ان سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۵) ہمیشہ دوسروں کے اظہار پر نگاہ رکھیں، اس مطالعہ ومشاہدہ ہی سے خطابتی تجربہ اپنے لیے اظہار پیدا کرتا ہے۔

(۶) اشارات، خیالات کے ترجمان ہیں، ہم زبان سے الفاظ بولتے اور ہاتھوں کی حرکت سے ان کا وزن قائم کرتے ہیں، ہمارے چہرے کی سلوٹیں، بانہوں کے زاویے اور آنکھوں کے ڈورے، ہماری خطابت کا اعلامیہ ہیں، عوام ان سے الفاظ ہی کی طرح مستفید ہوتے ہیں۔

(۷) سب سے اہم چیز یہ ہے کہ آپ تقریر کیسے شروع کریں؟ آپ اسٹیج پر کھڑے ہوتے ہی، اسی طرح معلوم ہوں کہ آپ کوخود پر اعتماد ہے، آپ خوش چہرہ ہیں اور عوام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہم کلام ہونا چاہتے ہیں۔

(۸) ابتدا ہی میں گرج گونج پیدا نہ کیجئے، نہ آواز میں خروش وجوش لایئے، ملائمت وسلاست سے چلئے، جب لوگ ہمہ تن گوش ہو جائیں تو اظہار اسلوب کے زاویئے اپنی حرارت خود قائم کریں گے۔

(۹) آپ مجمع کو اس وقت تک کسی ترغیب پر آمادہ نہ کریں یا عمل کی دعوت نہ دیں، جب تک اس کو وحدت میں ڈھال کر اپنی مٹھی میں نہ کرلیں۔

(۱۰) ہمیشہ دوستانہ طریق سے خطابت کرو، کبھی اجنبی انداز میں نہ بولو۔

(۱۱) خواہ مخواہ خطابت میں تموج پیدا نہ کیجئے، مصنوعی مدّ وجزر اور اختیاری گونج گرج کی مثال اس طرح ہے گویا آپ خواہ مخواہ ڈھولک پہ تھاپ لگا رہے اور بلا ذوق بانسری بجا رہے ہیں۔

(۱۲) غیر ضروری لطائف، بوجھل حکایتیں اور بے ربط چٹکیاں، خطابت کے فطری حسن کو مجروح کرتی ہیں، ان سے سماعت کی یک جہتی میں دراڑ پیدا ہوتی اور خصائص خطابت میں توازن نہیں رہتا۔

(۱۳) زبان سیکھتے رہیئے، زبان سب سے بڑی دولت ہے جس طرح اندھا بتا نہیں سکتا کہ اس کے گرد وپیش کیا ہے، اس طرح زبان سے محروم انسان اپنے خیالات پر روشنی نہیں ڈال سکتا، ایک بے زبان شخص علم کا مزار ہے، زبان ہمیشہ سیکھیئے، ہر لحظہ سیکھیئے اور آخر تک سیکھیئے۔

(۱۴) کسی مقرر کے طرز (اسٹائل) کی نقل نہ کرو اور یہ کوشش کرو کہ وہ نقل آپ کی اصل ہو جائے، اصل اصل ہے، کاربن کاپی بننے سے کچھ فائدہ نہیں، دوسروں کے محاسن سے فائدہ ضرور اٹھاؤ؛ لیکن اس کا چربہ اتارنا، فن علو کے لیے، مفید نہیں، ناقل بہرحال ناقل ہی رہتے ہیں اور ان شعلہ بعجلت کجلا جاتا ہے۔

(۱۵) چرب زبانی سے دامن بچاؤ، طلاقت لسانی پیدا کرو۔

(۱۶) جس طرح چرب زبانی خطابت کے منافی ہے، اسی طرح لاف زبانی خطابت کے حسن کو ضائع کرتی ہے اور نہ تذبذب کا لہجہ راس آتا ہے۔

(۱۷) سامعین کو اس طرح خطاب کرو، گویا وہ آپ کی طاقت ہیں اور

آپ ان سے متمتع ہونا چاہتے ہیں، مجمع سادہ ذہن اور سادہ دل ہو کر آتا ہے، عوام کے دل مضراب ہیں آپ انہیں چھیڑ کر نغمہ پیدا کریں، خطابت یہی ہے۔

(۱۸) ہمیشہ دوست کی حیثیت سے خطاب کرو اور عوام کو یہ تاثر کبھی نہ دو کہ آپ ان سے الگ انسان ہیں یا ان کے ہدایت کار ہیں، آپ ان کے لیے معلّم نہیں، ان کے ہم سفر ہیں، وہ خود محسوس کریں کہ آپ ان کے میر کارواں ہیں۔

(۱۹) علماء وفضلاء اور شعراء وادباء پر نگاہ رکھئے کہ وہ کس لفظ کا استعمال کس طرح کرتے ہیں، ہر لفظ ہر جگہ کے لیے نہیں اور نہ الفاظ کے اسراف وتبذیر کا نام طلاقت لسانی ہے۔

(۲۰) صبح کی ہوا صحت کے لیے اور صبح کا اخبار خطابت کے لیے لازم ہے، آج کا انسان اخباری مطالعہ کے بغیر گھپ اندھیروں میں کھو جاتا ہے، ہر انسان علاقائی حدود کی شہریت کے باوجود ذہنی اعتبار سے عالمی ہو چکا ہے۔

(۲۱) کبھی اس قسم کے صنائع وبدائع یا استعارے اور تشبیہیں استعمال نہ کیجئے جو عوام کی ذہنی استعداد کے لیے پہیلی ہوں، ان استعاروں اور تشبیہوں سے کام لیں جو عوام کے دماغ کا حلق سے نکلتے ہی اعادہ کر لیں، اور وہ لطف محسوس کریں کہ آپ انہیں ساتھ لے کر چل رہے ہیں (فن خطابت ص/۸۶ تا ۱۰۰)

خطابت کی اساس آواز پر اور آواز کی طاقت زبان سے ہے؛ لیکن خطابت کا ہیولی مطالعے سے تشکیل پاتا ہے اور مطالعہ میں مشاہدہ اور تجربہ سے تناسب پیدا ہوتا ہے، مطالعہ کے لئے کوئی خاتمہ نہیں، اس میں تسلسل ہے۔

شورش کاشمیری

☆☆☆☆☆

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
ers\khan\Desktop\I 2010\A001.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.

وما ارسلناک إلا رحمة للعالمین. (سورة الانبیاء آیت/۱۰۷)

محسن انسانیت ﷺ اغیار کی نظر میں

دنیا کو آ کے تم نے اک نور کر دیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے
پیغام حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
وحدت کی مے پلا کر مخمور کر دیا ہے

(ماہنامہ نقوش رسول نمبر ج/۴ ص/۴۹۹)

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(ظفر علی خان)

محسن انسانیت ﷺ اغیار کی نظر میں

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین.وعلی آله وأصحابه أجمعین، ومن تبعهم بإحسان إلی یوم الدین. أما بعد: فأعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم: وما أرسلناک إلا رحمة للعالمین(سورۃ الانبیاء آیت/۱۰۷)وقال تعالی: وانک لعلی خلق عظیم، (سورۃ القلم آیت/۴)صدق اللّٰہ العظیم.

چھڑا کے بت کی پرستش، سکھائی تھی وحدت
میرے خیال کی ترویج عام ہو جائے
سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین ودنیا کا سب انتظام ہو جائے
رفاہ عام ہی تیرا تھا جب کہ نصب العین
لقب نہ کیوں تیرا خیرالانام ہو جائے

(لالہ دھرم پال گپتا وفا، ماہنامہ نقوش رسول ﷺ نمبر)

صدر محترم، اسٹیج پر تشریف فرما معزز علماء کرام، سامعین ذی وقار اور برادران وطن! یوں تو عبدالمطلب کے لخت جگر، آمنہ کے نور نظر، خدا کے آخری پیغمبر، محمد بن عبداللہ ﷺ کی حیات طیبہ، اخلاق حسنہ اور تعلیمات مطہرہ پر لکھوکھا اوراق لکھے گئے ہیں، ہزاروں نہیں ؛ بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے آپ ﷺ پر عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کیے ہیں، بے شمار شعراء وادباء نے انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام درج کرایا ہے، صرف اپنے ہی نہیں غیروں نے بھی آپ ﷺ کو قلم وقرطاس اور زبان وبیان کی سلامی دی ہے۔

نہ من برآں گل عارض، غزل سرایم وبس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارا نند

حاضرین مجلس! اس مختصر سے وقت میں غیروں کے تمام اقوال کا احاطہ کرنا ''سمندر کو کوزے میں بھرنے'' کے مرادف ہے، تاہم **''مالا یدرک کله، لایترک کله''** کے تحت ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر چند اقوال وتحریرات پیش خدمت ہیں۔

شمع نبوت کے پروانو! محمد عربی ﷺ کی صدق گوئی، راست بازی اور امانت ودیانت داری کی شہادت کے لیے اٹھائیے ۱۹ فروری ۲۰۱۱ء کا عالمی سہارا اور کھولیے ص۱۲ر آپ کو مسز اینی بیسنٹ (MISS ANNNIE BESANT) یہ کہتی ہوئی نظر آئیں گی کہ ''پیغمبر کی جس بات نے میرے دل میں ان کی عظمت وبزرگی قائم کی، ان کی وہ صفت ہے جس نے ان کے ہم وطنوں سے ''الامین'' کا خطاب دلوایا''۔

مظاہر الحق ص ۱۴۱ر پر ہے کہ آپ کے صادق القول والفعل ہونے کی شہادت دیتے ہوئے جان ڈی وارڈ (JAN DE WAARD) لکھتا ہے ''آپ ﷺ صادق القول والفعل، صائب الرائے اور پابندِ وضع تھے، ان کی صفات کی وجہ سے آپ ﷺ کی قدر ومنزلت اور بڑھ گئی ہے'' اور تو اور ڈاکٹر لین پول (DR.LENNY PAUL) تو یہاں تک کہتا ہے کہ ''اگر محمد سچے نبی نہیں تھے، تو کوئی نبی دنیا میں برحق آیا ہی نہیں'' اس بات کے ثبوت کے لیے ماہنامہ نقوش کے خصوصی شمارہ رسول نمبر ۴ر شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۳ ص ۴۴۹ر کا مطالعہ کیجیے!

پیغمبر اعظم ﷺ نامی کتاب کے ص ۸۶ر پر ہے کہ ڈاکٹر ای، وی، اے، فریمن (DR. E.V.A. FREEMAN) لکھتا ہے کہ ''حضرت محمد بڑے پکے راست باز اور سچے ریفارمر تھے، سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لیے جو اسوۂ حسنہ آپ نے پیش کیا وہ آپ کو محسن اول قرار دیتا ہے''۔

آپ ﷺ کی تواضع وسادگی، عاجزی وانکساری، امیر وغریب کی دلجوئی کا تذکرہ کرتے ہوئے ہیڈ ماسٹر رگھوناتھ سہائے اپنی کتاب پیغمبر اسلام ص ۱۰۰ر پر لکھتے ہیں: ''خواہ کوئی غلام بھی کھانے کو بلاتا تو اس کے یہاں بے تکلف چلے جاتے اور سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے، خواہ امیر ہو یا غریب، غلام ہو یا آزاد، جب کسی مجمع میں بیٹھتے تو مل جل کر بیٹھتے''۔

اسی کتاب کے ص ۱۰۴ر پر ہے کہ ''انھیں کروفر اور شان وشوکت مطلق پسند نہ تھی، وہ قناعت کے ساتھ زندگی گزارتے تھے؛ مگر وہ زندگی کی مادی قدروں کے مخالف نہ تھے، وہ معمولی سے معمولی اور حقیر سے حقیر کام خود اپنے ہاتھوں سے کر لیتے رسم ورواج اور زیب وزینت کے سخت مخالف تھے''۔

حاضرین مجلس! غیروں کی یہ شہادت آج ہم سے چیخ چیخ کر فریاد کر رہی ہے کہ اے عشق محمدی کے دعویدارو! اے اسلام کے علمبردارو! اے پیغمبر کے تابعدارو! اے میدان محشر میں شفاعت کے امیدوارو! اے نبی برحق کے فرماں بردارو! اپنے فرض منصبی کو یاد کرو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اٹھو اور میدان میں آؤ! اخلاق محمدی سے لیس ہو کر، اکیسویں صدی کی اس سسکتی بلکتی، چیختی چلاتی، کراہتی، جلتی، تپتی اور تڑپتی ہوئی انسانیت کو ہلاکت وبربادی سے بچا لو! نفرت وعداوت، تعصب وشقاوت، کبر ونخوت، بغض وحسد کے انگاروں اور شعلوں کو اخلاق محمدی کے چھینٹوں سے بجھا کر، ایک بار پھر امن وامان کی فضا کو بحال کر دو!

ملت اسلامیہ کے دھڑکتے دلو! ذرا ایک نظر ان مسائل پر بھی ڈالتے چلو جن کو بنیاد بنا کر، دشمنان اسلام اور اعدائے پیغمبر ﷺ نے، آپ کی مقدس زندگی پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے، جن کے ذریعہ، آپ ﷺ کے اخلاق وکردار پر انگلی اٹھائی گئی ہے، جن مسائل کی بنا پر، آپ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا گیا ہے، یعنی

ہمدردی وغمخواری پر مشتمل آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کو عیش وعشرت کے سانچے میں ڈھال کر کبھی تو ''رنگیلا رسول'' جیسا ناپاک لفظ، آپ ﷺ کی شان اقدس میں استعمال کیا گیا، تو کبھی شہوت پرست کے عنوان سے یاد کیا گیا؛ لیکن حقیقت شناس غیر متعصب مؤرخین اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں، کہ یہ شادیاں، خواہش نفسانی کی تکمیل کے لیے نہیں؛ بلکہ مجبور وبے بس عورتوں کی خبر گیری کے لیے تھیں، چنانچہ مسٹر مارماڈیوک مکتھال (MR. MARMADEWAK MAKTHAL) نے ۶؍جنوری ۱۹۱۷ء کو بمقام سیل ہوٹل لندن، جلسہ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا تھا! ''بے شک آپ ایک انسان تھے اور وہ تمام خواہشات وجذبات جو انسانوں میں ہوتے ہیں، آپ میں تھے، پھر آپ حیرت انگیز طاقت کے انسان تھے؛ لیکن جوانی کے پچیس سال یعنی پچاس سال کی عمر تک آپ کی ایک ہی بیوی تھی، اس سے پتہ چلا کہ آپ محض خیر گیری کے لیے چند بیویوں کو اپنے نکاح میں لائے تھے'' (یہ تقریر جلسہ میلاد النبی ﷺ کے نام سے چھپ چکی ہے اور دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں آج بھی موجود ہے)

اسی طرح ماہنامہ نقوش رسول نمبر ج ۴؍ص ۴۵۰ پر ایس ایچ لیڈر کا یہ قول بھی حقیقت کی نقاب کشائی کرتا ہے ''جب آپ بوڑھے ہو گئے تو محض اس رقت قلب کی وجہ سے جو آپ ﷺ کو عطا کی گئی تھی، عورتوں کو محض ان کی حالت پر رحم کرنے کے لیے اپنے ازواج میں داخل کرنا پڑا''

سامعین ذی وقار! اسی طرح عصر جدید کے نام نہاد محققین اور مذہب کی بنیاد پر نفرت کو پروان چڑھانے والے مبلغین نے نبی رحمۃ للعالمین ﷺ کی جہادی زندگی کو ایک فسادی کی صورت میں پیش کر کے کبھی تو کارٹون شائع کیا، تو کبھی ہاتھ میں بم تھما کر دنیا کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی کہ محمد صرف اور صرف ایک خون خوار

اور خون ریز انسان کا نام ہے اور اسلام ایک دہشت پسند مذہب ہے، جس کی تاریخ، ظلم وجور سے بھری پڑی ہے؛ لیکن حقیقت پسند یہاں بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ''محمد سے بڑھ کر غمخوار، آج تک کوئی پیدا ہی نہیں ہوا، محمد سے بڑھ کر انسانی اخوت کا علمبردار، آج تک آیا ہی نہیں، محمد سے بڑھ کر ہمدرد نے آج تک جنم ہی نہیں لیا، محمد سے بڑھ کر عدل ومساوات کے پیمبر نے آج تک آنکھیں ہی نہیں کھولیں، محمد سے بڑھ کر محبت کرنے والے کو کسی ماں نے آج تک جنم ہی نہیں دیا، محمد سے بڑھ کر رحم دل کو دنیا نے آج تک دیکھا ہی نہیں، محمد سے بڑھ کر امن کا پیغامبر اس دھرتی پر کبھی چلا ہی نہیں، یہ صرف الفاظ کی کرشمہ سازی نہیں؛ بلکہ حقیقت بیانی ہے۔

اگر آپ کو اس کی شہادت چاہیے تو اٹھائیے ۲۷؍فروری ۲۰۱۰ء کا عالمی سہارا اور کھولیے ص؍۳۸، سر فیلکسڈ کی یہ عبارت میرے دعوے کی گواہ ہے کہ ''محمد اپنے معاملہ میں نہایت ہی احتیاط اور انصاف سے کام لیتے تھے، دوست ودشمن، امیر وغریب، قوی وضعیف ہر ایک کے ساتھ عدل ومساوات کا سلوک کرتے تھے'' سوامی ویکا نند یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ ''محمد مساوات اور انسانی اخوت کے علمبردار ہیں'' اور سو سال پیچھے چل کر فضا میں کان لگائیے اور غور سے سنیے مسٹر مارماڈیوک مکتھال کی تقریر کے یہ الفاظ فضا میں گشت کرتے ہوئے آپ کو ضرور سنائی دیں گے، جو جلسۂ میلاد النبی ﷺ ص؍۷ پر آج بھی درج ہیں ''آنحضرت بے رحم نہیں تھے، نہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو مذہبی دیوانے کہلاتے ہیں کہ حد درجہ جوش مذہبی میں دوسروں سے بے رحمی کا برتاؤ کریں؛ بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ سے زیادہ رحم دل انسان اس زمین کے فرش پر کبھی چلا ہی نہیں، آپ کی معافی کی مثالیں بے شمار ہیں، نیز ص؍۲ کی یہ عبارت بھی پڑھتے چلیے کہ عورتوں کو ایک نہایت گری ہوئی حالت سے اٹھا کر ایک عزت کے مقام پر پہنچا دیا، احمقانہ خون ریزی کا

خاتمہ کیا، جنگ کے لیے اعلیٰ درجے کے قواعد مقرر کیے، اور انسانی تاریخ میں سب سے پہلے اخوت عامہ کا اصول بنایا تبھی تو سیام سندر یوں گویا ہیں

دنیا کو آکے تم نے اک نور کر دیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے
پیغام حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
وحدت کی مے پلا کر مخمور کر دیا ہے

(ماہنامہ نقوش رسول نمبر ج ۴ ص ۴۹۹)

حاضرین مجلس! اب اخیر میں مہاراجہ سر کشن پرشاد، شاد کے اشعار پر یہ دعا کرتے ہوئے کہ مولائے کریم اپنے حبیب ﷺ کی محبت سے ہمارے دلوں کو معمور فرمائے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

یا نبی مونس جاں، دل عشاق توئی
خاک راہ توشوم، ہست تمنائے دلی
شاد ہر وقت کند ذکر تو ہچوں قدسی
سیدی أنت حبیبی وطبیب قلبی

(ایضاً ص ۴۹۸)

وما علینا الا البلاغ

ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتّا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں
امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ ...... نقش دوام ص ۱۹۱

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
Jsers\khan\Desktop\Inp 2010\A025.tif not found.

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی، یعظکم لعلکم تذکرون

(سورۃ النحل آیت ۹۰)

اسلام کی اخلاقی تعلیمات

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

روح اسلام کی ہے نور خودی، نار خودی
زندگانی کے لیے نار خودی نور و حضور

یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصل نمود
گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور

لفظ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے، فقر غیور!

(کلیات اقبال ص/۴۱۴)

اسلام کی اخلاقی تعلیمات

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد:

أعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرَّحمن الرَّحيم،

ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذی القربی وينهی عن الفحشاء والمنكر والبغی، يعظكم لعلكم تذكرون، (سورة النحل آيت/۹۰)وقال النبی ﷺ إنما بعثت لأتمم صالح الاخلاق أو كما قال عليه الصلوة والسلام. (مسند احمد حديث/۸۵۹۵)

محترم حضرات! بعثت نبوی سے قبل پوری دنیا کفر وشرک میں ڈوبی ہوئی تھی، انسانیت نام کی کوئی چیز نہ تھی، قتل وغارت گری کا بازار گرم تھا، عفت وعصمت کا جنازہ نکل چکا تھا، امانت ودیانت کا شجر مرجھا چکا تھا، لوگوں کے مال کو غصب کر لینا کمال دانشمندی سمجھا جاتا تھا، عورتوں کو حقیر ترین مخلوق سمجھ کر پیدا ہوتے ہی موت کی نیند سلا دیا جاتا تھا۔ بالفاظ قرآنی ”**كنتم على شفا حفرة من النار**“ (**سورة آل عمران آيت/۱۰۳**) کا منظر تھا ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر رحم آ گیا، سسکتی ہوئی انسانیت میں روح پھونکنے کے لئے عرب کے تپتے ہوئے صحرا میں محمد عربی ﷺ کا ظہور ہوا۔

سامعین با تمکین! آپ نے جہاں لوگوں کے عقائد کو درست کرنے کے لئے صدائے توحید بلند کی، عظمت الٰہی کو ہر وقت دل میں جمانے کے لئے متعدد عبادات کا حکم دیا تو وہیں لوگوں کی عادات واخلاق کو سنوارنے کے لئے مختلف احکامات صادر فرمائے۔

چنانچہ صدق گوئی کی تلقین کرتے ہوئے اگر ایک طرف **عليكم بالصدق فان الصدق يهدی الی البر وإن البر يهدی إلى الجنة (مسلم شريف**

حدیث/ ۴۲۱۷) کا فرمان جاری کیا، تو دوسری طرف جھوٹ کی برائی بیان کرتے ہوئے فرمایا"ایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وإن الفجور یھدی إلی النار (ایضاً)

آپ ﷺ نے دیانت داری کی، اہمیت کو اس طور پر اجاگر کیا کہ اس کو ایمان کامل کی علامت قرار دیتے ہوئے جہاں" لا ایمان لمن لا امانة له" (مسند احمد حدیث/۱۱۹۳۵) فرمایا تو وہیں خیانت کو منافق کی علامت قرار دیتے ہوئے فرمایا"اذا اؤتمن خان" (بخاری شریف حدیث/۳۲) ایفائے عہد کو جزو دین بتلاتے ہوئے جہاں"لا دین لمن لا عهد له"(مسند احمد حدیث/۱۱۹۳۵) کا فرمان صادر کیا، وہیں بدعہدی کو منافق کی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا "اذا عاھد غدر". (بخاری شریف حدیث/۳۳)

رحم وکرم کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا"ارحموا أهل الارض یرحمکم من فی السماء" (سنن ابوداؤد حدیث/ ۴۲۹۰) یعنی ؎

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عظمت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا "من لم یرحم صغیرنا یعرف حق کبیرنا فلیس منا"(الادب المفرد حدیث/۳۶۵)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کو نماز کے بعد محبوب ترین نیکی قرار دیتے ہوئے جہاں بر الوالدین کا حکم دیا تو وہیں خدمت والدین کو جہاد سے افضل بتلاتے ہوئے ایک صحابی کو جہاد میں جانے سے روک دیا، نیز والدین کی نافرمانی کو "اکبر الکبائر"میں شمار کیا۔

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی جہاں ان الفاظ میں تلقین فرمائی۔

"ما زال جبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه"(بخاری شریف حدیث/۵۵۵۶) تو وہیں ان کے ساتھ بدسلوکی کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا "من کان یؤمن باللّٰه والیوم الآخر فلا یؤذ جاره"(ایضاً حدیث/ ۵۵۵۹)

بغض وحسد، غیض وغضب، بدظنی وبدگمانی کا قلع قمع کرتے ہوئے فرمایا "ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونو عبادالله اخوانا" (بخاری شریف حدیث/ ۵۶۰۶)

یہ اور ان جیسی سیکڑوں بیش قیمت نہ صرف آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلیں؛ بلکہ آپ ﷺ نے ان پر عمل کر کے بھی دکھلایا اور ایسے ایسے نازک موڑ پر رحم وکرم کا معاملہ فرمایا کہ دشمن کو یہ یقین ہو جاتا تھا کہ عدل کا تقاضا تو یہی ہے کہ گردن ماردی جائے اور بدلہ لے لیا جائے لیکن آپ ﷺ نے فضل کا معاملہ فرما کر ان کے دلوں کو موہ لیا۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاق حسنہ سے مزین فرمائے۔

آمین وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین

☆☆☆

فرمان نبوی

حسن تدبیر کے برابر کوئی عقلمندی نہیں اور نا جائز، مشتبہ اور نامناسب کاموں سے رکنے کے برابر کوئی تقوی نہیں اور حسن اخلاق جیسی کوئی خاندانی شرافت نہیں۔

(اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ والحاکم)......(دل کی باتیں ص/۳۹)

rs\khan\Desktop\
2010\A017.TIF
not found.
s\khan\Desktop
2010\A017.TIF
not found.
.khan\Desk.
2010\A019.TIF
not found.

محمد رسول اللّٰہ والذین معه أشداء علی الکفار رحماء بینهم.

(سورۃ الفتح آیت/ ۲۹)

اشاعت اسلام میں صحابۂ کرامؓ کا کردار

تہذیب کی شمعیں روشن کیں، اونٹوں کے چرانے والوں نے
کانٹوں کو گلوں کی قسمت دی، ذروں کے مقدر چمکائے
اے نام محمد صلِّ علیٰ ماھر کے لئے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا، اور آنکھ میں آنسو بھر آئے

ماہرالقادری

میرے لب پہ ذکر صحابہؓ ہے اسی ذکر سے ہے یہ برتری
نظر آئی دیدۂ قلب سے مجھے آج محفل سروری

وہ نبی کے عاشق زار تھے، وہی صاحبان وقار تھے
کوئی فاتح عرب وعجم، کوئی قاطع سر عنتری

وہ رسول پاک ہم نشیں وفلک اساس وملک جبیں
وہی جن کے نعروں سے ہل گئی تھی بنائے قلعۂ قیصری

وہ شہید راہ وفا ہیں یہ، وہ قتیل تیغ جفا ہیں یہ
کہ لہو سے ان کے ہزارہا شجر ریاض پیمبری

روش صحابہؓ ملے ہمیں، کہ جہاں میں آج بھی زندہ ہیں
وہی بولہب کی شرارتیں، وہی مرجبی وہی عنتری

اشاعت اسلام میں صحابۂ کرامؓ کا کردار

الحمد للّٰہ الواحد القہار، والصلاۃ والسلام علی النبی المختار وعلیٰ آلہ وآصحابہ الأخیار أما بعد: فقال اللہ تعالیٰ فی کلامہ المجید: محمد رسول اللّٰہ والذین معہ أشداء علی الکفار رحماء بینہم. (سورۃ الفتح آیت/ ۲۹)صدق اللّٰہ العظیم

مشفق ومکرم اساتذۂ کرام اور رفقاءِ عظام: چھٹی صدی عیسوی انسانی تاریخ کی تاریک ترین صدی تھی، ہر طرف ظلم وبربریت کا زور تھا، ہیکل سلیمانی کی نور ونکہت کی کرنیں عرصہ ہوا ماند پڑ گئی تھیں، کلیم اللہ کے معجزوں کو دنیا فراموش کر چکی تھی، عیسی علیہ السلام کی آمد پر صدیاں بیت چکی تھیں، کہ حرا کے پربت میں آوازۂ حق بلند ہو گیا۔

ایک تجلی نے سارے حرا کو جگمگا دیا، پھر دھیرے دھیرے یہ روشنی پورے عرب پر چھا گئی اس روشنی سے استفادہ کرنے والوں کے قلب ونظر کا ہر زاویہ شمعِ ایمان اور نور یقین سے مستنیر ہو گیا، ان کی زندگی کی ہر شاخ فکر اسلامی اور مومنانہ بصیرت کی بادِ سحر گاہی سے نم ہو گئی، وہ اسلامی نظام حیات کے ابدی سرچشمہ سے سیراب ہو گئے، ان کی ذاتی خواہشات محبت کی سوزش اور اخلاص وللّٰہیت کی حرارت سے تحلیل ہو کر رہ گئیں، پھر کیا تھا وہ بھی اس علم حق کو لے کر نکل پڑے، اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا، اعلان حق وصداقت کو مقصود حیات بنا لیا، دیار مہر ووفا کے راہی بن کر ہر موڑ پر پیغمبر اعظم ﷺ کا ساتھ دیا، کبھی تو مکہ کی گلیوں میں نغمۂ توحید گنگنایا، تو کبھی طائف کے سبزہ زاروں میں، کبھی زائرین کعبہ کے سامنے دین محمدی کو پیش کیا، تو کبھی اہل مدینہ کو درس قرآن دیا، تبلیغ اسلام کے لئے کبھی صحراؤں کو عبور کیا تو کبھی چٹانوں سے ٹکرائے، کبھی میدان بدر واحد کا رخ کیا اور اپنے خون جگر سے اسلام کی رنگین تاریخ رقم کی، تو کبھی مدینہ میں خندق کھود کر اپنی جانفشانی کا ثبوت

دیا، کبھی راہ خدا میں مال کا نذرانہ پیش کیا، تو کبھی جانوں کو قربان کر کے ابدی حیات کا راستہ لیا، الغرض! اسلام کو جہاں بھی، جب بھی، جس چیز کی بھی ضرورت پڑی ان سرفروشوں نے اسلام کا مطالبہ پورا کیا۔

سامعین مکرم! قربان جایئے اس جاں باز جماعت کے عزم واستقلال پر کہ کوئی کوڑے پر کوڑے کھانے کے بعد بھی احد احد کا نعرہ بلند کرتا ہے تو کوئی پھانسی کے پھندے کو چوم کر بھی نغمۂ توحید گنگنا تا ہے، کوئی کفار مکہ کے ظلم وستم کے باوجود صحن کعبہ میں نعرۂ توحید بلند کرتا ہے، تو کوئی حبشہ میں رسالت محمدی کا تذکرہ کرتا ہوا نظر آتا ہے، اور تو اور اس جماعت حق نے پیغمبر اعظم ﷺ کے فرمان "**فلیبلغ الشاھد الغائب**" (بخاری شریف حدیث/۱۶۲۳) کے بعد تو اپنے وطنوں کو چھوڑ دیا، کسی نے روم کا رخ کیا تو کسی نے شام وایران کا رخت سفر باندھا، کسی نے عراق کو اپنا مسکن بنایا، تو کسی نے ہندوستان کی طرف قدم بڑھایا، سارے صحابہؓ اللہ اور رسول ﷺ کا پیغام لے کر اطراف عالم میں نکل گئے اور پورے عالم پر انمٹ اسلامی نقوش ثبت کر دیئے، الغرض! مجاہدین اسلام کے اس قافلۂ آبلہ پا نے اسلام کے چراغ کو کہیں اپنی جانفشانی، کہیں اپنی عشق ووفا کی حرارت، تو کہیں اپنے خون دل سے جلائے رکھا اور جاتے جاتے دنیا کو یہ پیغام دے گئے کہ

بھلا سکیں گے نہ اہل زمانہ صدیوں تک
میری وفا میرے عشق وجنوں کے افسانے

آج بھی ان اہل جنوں کی تربتوں سے آنے والی یہ صدا اہل وفا کو سنائی دیتی ہے

جہاں جہاں نظر آئیں تمہیں لہو کے چراغ
مسافران محبت ہمیں دعا دینا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابۂ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین ....**وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین**

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
sers\khan\Desktop\In 2010\A001.TIF not found.

ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک.

(سورۃ آل عمران آیت/ ۱۵۹)

اشاعت اسلام میں اخلاق کا کردار

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

وہ قوم ہی فاتح اور قائد ہے جہاں میں
جس قوم کے اخلاق کی چلتی رہے تلوار

اس قوم کی دنیا میں نہیں کوئی حقیقت
جس قوم کے کردار کا گھٹ جاتا ہے معیار

(طارق بن ثاقت......کیسے آواز دوں ص/۲۰)

اشاعت اسلام میں اخلاق کا کردار

الحمد للّٰہ وحده، والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده، أما بعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک. (سورۃ آل عمران آیت/ ۱۵۹)صدق اللّٰہ العظیم.

محترم سامعین کرام! اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جس کی جملہ تعلیمات میں نہ صرف مسلمانوں کے لئے ؛ بلکہ تمام باشندگان عالم کے لئے واضح روشنی موجود ہے، روز اول ہی سے اسلام کی کرنیں اس برق رفتاری سے پھیلیں کہ اقوام عالم حیران وششدر رہ گئیں، اوراس حق وسچ مذہب کی اشاعت میں اخلاق، حسن اخلاق، اوراخلاق رسولﷺ کا بڑا دخل رہا ہے، باطل نظریات کے حاملین نے یہ ثابت کرنے کے لئے ہرقسم کے ہتھکنڈے اپنائے کہ اسلام کی اشاعت بزور شمشیر ہوئی ہے ؛لیکن تاریخ وسیر کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اسلام کی اشاعت، اخلاق؛ بلکہ مکارم اخلاق سے ہوئی ہے جس کا اعتراف اپنے تو جانے دیجئے غیر بھی کرتے نظر آتے ہیں، سچ ہے ''جادووہ ہے جوسر چڑھ کر بولے''

سامعین کرام: آیئے پیغمبر اسلامﷺ کے اخلاق کو سب سے پہلے دیکھیں جنھوں نے اپنے کریمانہ اخلاق کے ذریعہ قلیل مدت میں مردوں کومسیحا بنا دیا، زمانہ جاہلیت کوخیر القرون کا اعزاز بخشا، عرب کے سفاک خون ریز انسان دوست بن گئے، ان کے اخلاق کو دیکھ کر دشمنان اسلام پاسبان اسلام ؛ بلکہ پاسبان عالم بن گئے، باغیان دین حامیان دین کے نام سے پکارے جانے لگے، الغرض اسلام ترقی کرتا چلا گیا۔

حضرات: آپﷺ نے بعثت کے بعد اخلاق کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ اس کے فیض سے افسردہ چمن لہلہانے لگے، مردہ کھیتی میں جان پڑگئی، سویا ہوا سبزہ جاگ اٹھا، سنسان باغ جس کی پتیاں مرجھا کر گرچکی تھیں، اخلاق رسولﷺ کی ہوا چلتے ہی ان میں نئی اور ہری پتیاں نکل آئیں۔

آیئے تاریخ کے اوراق کوکھولتے ہیں، مکہ فتح ہو چکا ہے حضور اقدسﷺ اورآپ کے صحابہؓ غالب آچکے ہیں، دشمنان اسلام سر جھکائے سزا کا انتظار کررہے ہیں، اس وقت آپﷺ نے اخلاق کریمانہ کا جونمونہ پیش کیا، دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، دشمنوں سے خطاب ہوتا ہے، **لا تثریب علیکم الیوم یغفراللهت وھو ارحم الراحمین (کنزالعمال حدیث/ ۲۹۹۳)** کہ جاؤ آج محمدﷺ کی طرف سے معافی کا اعلان کیا جاتا ہے، آگے بڑھئے، سردار ثمامہ آپ کے خون کا پیاسا تھا؛لیکن اخلاق رسولﷺ سے متأثر ہوکر عاشق رسول ﷺ بن گیا، عکرمہ بن ابی جہل توحید کا دشمن تھا اخلاق نبیﷺ نے اس کوتوحید کا پجاری بنا دیا، فضالہ بن عمیر جان کے درپے تھا، اخلاق حبیب کی وجہ سے گرویدۂ اسلام بن گیا، نجران کا راہب اسلام سے متنفر تھا، حضورﷺ کے اخلاق حسنہ سے متأثر ہوکر اسلام کا شیدائی بن گیا، میں پوچھتا ہوں ان لوگوں پر کس نے تلوار اٹھائی ؟ کیا یہ قبول اسلام اخلاق کا نتیجہ نہیں تھا؟

حضرات: آج دنیا یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اسلامی اخلاق ایک ایسا شجر سایہ دار ہے جس کی چھاؤں میں انسانیت سنورتی اورنکھرتی ہے، یہ آب حیات کا وہ سمندر ہے جس کی موجیں انسان کوحیات بخشتی ہیں، یہ ایسا آفتاب ہے جس کی ضیاپاش کرنیں پوری دنیا میں امن وامان، عدم تشدد، سکھ چین اور پیار والفت کی روشنی پہنچاتی ہیں، اور جس فرد یا جس جماعت نے یہ فلسفہ سمجھ لیا وہ حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مجبور ہوگیا۔

حضرات: آیئے اسلام کی چند تعلیمات کا جائزہ لیں، جن کو دیکھ کر، پڑھ کر، برت کر اور بروئے کار لا کر ایک جہان اسلام کے دامن وسیع میں پناہ لینے پر فخر محسوس کرنے لگا، آپ نے فرمایا"**وان خیارکم أحاسنکم أخلاقا**" (بخاری شریف حدیث/۵۵۷۵) کہیں ارشاد ہوتا ہے "**من لا یرحم لایرحم**" (**ایضاً حدیث/ ۵۵۵۴**) کہیں اسلام "**ارحموا أهل الارض**" (**سنن ابو داؤد حدیث/ ۴۲۹۰**) کا نغمہ سناتا ہے، کہیں "**أحسن الی من اساء الیک**" (**کنز العمال حدیث/ ۴۴۲۹۸**) کا سبق پڑھاتا ہے، کہیں "**صل من قطعک**" (ایضاً) جیسا زریں اصول بتاتا ہے، کہیں "**واعف عمن ظلمک**" (**شعب الایمان للبیهقی حدیث/ ۷۸۵۶**) کا مژدہ سناتا ہے، کہیں "**ان اکرمکم عندالله اتقاکم**" (**سورة الحجرات آیت/ ۱۳**) کا مساویانہ درس دیتا ہے، یہی وہ زریں تعلیمات ہیں، جن کی وجہ سے اسلام تیزی سے پھیلا اور اس کی اشاعت روز افزوں ہے۔

حضرات! قلت وقت دامن گیر ہے ورنہ طائف کے واقعات سناتا، فتح مکہ کی روداد سناتا، جنگ احد کی منظر کشی کرتا، جنگ حنین میں آپ کے اخلاق حسنہ کی جھلک دکھاتا، صحن کعبہ اور سرزمین عرب کے قصے سناتا، مکہ کی گلیوں کی سیر کراتا، جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے عظیم اخلاق کے نغمے سنائیں گے، جنھوں نے گالیاں سن کر دعائیں دیں، زخم کھا کر بددعا نہیں کی، کوڑا ڈالنے والے کی مزاج پرسی کی، تلوار کھینچ کر "**من یمنعک منی**" کہنے والے کو معاف کر دیا، جس کے نتیجے میں اسلام کا شجر سایہ دار پھیلتا ہی گیا، اس کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئیں، نہ تلوار اٹھانے کی ضرورت پڑی، نہ میزائل وٹینک کی ضرورت پڑی، اہل مغرب بتائیں حضور ﷺ نے قبول اسلام کے لئے کتنے لوگوں پر تلواریں اٹھائیں؟

محترم حضرات! آج دنیا جس دور سے گزر رہی ہے اس میں قتل وقتال، جبر وتشدد، چوری وڈکیتی، دہشت گردی وفرقہ پرستی اور طرح طرح کے جرائم عام ہیں، تو وقت متقاضی اس بات کا ہے کہ آج ہم اسلام کے نام لیوا اپنے محبوب ﷺ کی خوبی، اخلاق حسنہ کو اپنائیں اور اس کی جھلک اپنی زندگی میں اتاریں، تو یقیناً نفرتوں کی بدلیاں چھٹ سکتی ہیں، اسلام سے لوگوں کی وحشت دور ہو سکتی ہے، اور وہ بھی اس کی گھنی چھاؤں میں آ کر پناہ لے سکتے ہیں۔

ے
اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

کلیات اقبال

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو مذہب اسلام کا سچا اور مخلص خادم بنائے۔

آمین ....وما علینا الاالبلاغ

فرمان نبوی

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ وصیت فرمادیں، آپ ﷺ نے فرمایا مسکینوں سے محبت رکھو اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھو (دنیاوی مال ودولت اور ساز وسامان میں) ہمیشہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھا کرو، اوپر والے کو مت دیکھا کرو؛ کیوں کہ اس طرح کرنے سے تم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے، جب تمہیں اپنے عیب معلوم ہیں تو دوسروں (کے عیب دیکھنے) سے رک جاؤ

(اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ والحاکم) (دل کی باتیں ص/۳۹)

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.

s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.

.rs\khan\Desktop\. 2010\A025.tif not found.

قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم
والله غفور رحيم (سورة آل عمران آیت/۳۱)

عشق رسول ﷺ کے تقاضے

صدق خلیلؑ بھی ہے عشق، صبر حسینؓ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر وحنین بھی ہے عشق

(کلیات اقبال ص/۳۴۳)

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

(کلیاب اقبال ص/۳۴۴)

شراب کہن پھر پلا ساقیا!
وہی جام گردش میں لا ساقیا

مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا
میری خاک جگنو بنا کر اڑا

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضےٰؓ سوز صدیقؓ دے

جوانوں کو سوز جگر بخش دے
مرا عشق، میری نظر بخش دے

(کلیاب اقبال ص/۳۴۴/۳۴۵)

خدا دے تو دے آرزوئے محمد
کریں چشم ودل جستجوئے محمد

داغ دہلوی

عشقِ رسول ﷺ کے تقاضے

الحمدالله العلى العليم القادر والصلاة والسلام على نبيه الذكى الطاهر وعلى آله وصحبه الذين سلكوا ونشروا طريق دين الله الغالب أما بعد: فأعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم، قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم والله غفور رحيم (سورة آل عمران آيت/ ۳۱) صدق الله العظيم.

اگر اس سے کچھ بھی عقیدت ہے تم کو، تو اپنا وطیرہ بدلنا پڑے گا
نفاقِ زبان وعمل سے گزر کر، صداقت کے سانچے میں ڈھلنا پڑے گا
خبر دے رہا ہے محمد ﷺ کا اسوہ، کہ آساں نہیں ہے مسلمان ہونا
بہت امتحانات در پیش ہوں گے، بہت سخت راہوں پہ چلنا پڑے گا

عامر عثمانی (یہ قدم قدم بلائیں ص/۱۲۴)

مشفق ومکرم اساتذہ کرام اور رفقاء بزم! آج کے اس پر فتن دور میں جہاں ایک طرف ہمارے محبوب آقا محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے، خیالی تصویریں بنا کر ہاتھ میں تلوار تھمائی جا رہی ہے، وہیں دوسری طرف عقیدت ومحبت اور عشق ووفاداری کے نام پر آپ ﷺ کی شان میں غلو کر کے مقام عبدیت سے رتبۂ الوہیت تک پہنچانے کی مہم چلائی جارہی ہے۔

ایسے نازک وقت میں ضرورت ہے کہ ہم اپنے سینوں میں عشق نبوت کی چنگاری کو فروزاں کریں اور حب نبی ﷺ کے تقاضوں پر عمل کریں۔

سامعین باتمکین! عشق رسول ﷺ اور حب نبی ﷺ کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟ دین شریعت میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ اس کا اندازہ قرآن کریم کی اس آیت

"قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله"(سورہ آل عمران/ ۳۱) سے لگایا جاسکتا ہے، آقائے نامدار کی اس حدیث **"لا يومن احدكم حتى أكون أحب اليه من والده وولده والناس أجمعين" (بخاری شریف حدیث/ ۱۴)** سے لگایا جاسکتا ہے، یہی نہیں؛ بلکہ جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ سوائے اپنی جان کے آپ ﷺ مجھے سب سے محبوب ہیں تو آپ ﷺ کے ارشاد **"لن يؤمن أحدكم حتى أكون أحب اليه من نفسه" (كنز العمال حديث/ ۱۳۸۴)** سے لگایا جاسکتا ہے۔

نہ جب تک کٹ مرو گے خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کہ ایمان کامل ہو نہیں سکتا

اسی وجہ سے صحابۂ کرامؓ میں عشق رسول ﷺ کا ایک ناپیدا کنار سمندر موج زن تھا، چنانچہ حضرت زید بن دثنہؓ نے سر کٹانا تو گوارا کیا؛ لیکن یہ کہنا گوارا نہ کیا کہ میں زندہ رہوں اور محبوب خدا کے پائے مبارک میں کانٹا چبھ جائے، حضرت بلال حبشیؓ نے دلوں کو دہلا دینے والی اور روح کو تڑپا دینے والی دردناک سزائیں برداشت تو کرلیں؛ لیکن دامن محمد ﷺ کو نہیں چھوڑا، حضرت خباب بن ارتؓ نے لوہے کی ذرہ پہن کر چلچلاتی دھوپ کو تو جھیل لیا؛ لیکن سرکار کی محبت میں کچھ کمی نہیں آنے دی۔

لیکن حضرات! عشق رسول ﷺ کے کچھ تقاضے ہیں جن کے بغیر دعوائے محبت جھوٹا ہوگا، جنہیں اختیار کئے بغیر عشق ناقص ہوگا، چنانچہ جہاں عشق کا تقاضا ہے **"لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتؤقروه (سورة الفتح آيت/ ۹)** کہ نبی کا اعزاز واکرام کیا جائے، **"لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبى" (سورة الحجرات آيت/ ۲)** کہ آپ ﷺ کا ادب بجالایا جائے، **"يايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما" (سورة الأحزاب آيت/ ۵۶)** کہ

کثرت سے آپ پر درود وسلام پڑھا جائے، آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کی جائے، وہیں یہ بھی ہے کہ ہمارے دلوں میں نبی ﷺ کی عظمت ہو، ہماری سیرت وعادت نبی کی سیرت وعادت کی طرح ہو، ہماری شکل وصورت نبی ﷺ کی شکل وصورت جیسی ہو، ہماری گفتار ورفتار نبی ﷺ کے گفتار ورفتار کی طرح ہو، ہمارے اخلاق وکردار نبی ﷺ کے اخلاق وکردار کی طرح ہوں المختصر! ہم پیغمبر کے سچے فرماں بردار ہوں۔

عشق رسول ﷺ کا تقاضا جہاں یہ ہے کہ نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کریں، نبی کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں، نبی ﷺ کے مشن کو اپنا مشن، نبی ﷺ کی فکر کو اپنی فکر بنائیں، وہیں یہ بھی ہے کہ کوئی بد بخت نبی ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کرے تو اس کا دماغ درست کردیں، اگر کوئی ملعون، نبی ﷺ کی پروقار شخصیت کو غلط انداز میں پیش کرے تو اس کو منھ توڑ جواب دیں، اگر کوئی بدنصیب آپ ﷺ کی تعلیمات پر کیچڑ اچھالے تو اس کو حقیقت کا روپ دکھا کر یہ اعلان کردیں ؎

مسلماں لاکھ برے ہوں مگر نام محمدؐ پر
وہ ہیں تیار ہر حالت میں اپنا سر کٹانے کو

کیوں کہ ہماری تابناک تاریخ ہے کہ اگر کعب بن اشرف نے گستاخی کی، تو محمد ﷺ کے مستانوں نے اس کا کام تمام کردیا، اگر ابو رافع نے زبان درازی کی، تو بادہ اخوان توحید نے اس کا صفایا کردیا، راج پال نے منھ کھولا تو غازی علم الدین نے اسے جہنم رسید کردیا، اگر شردھانند بکواس کرتا ہے تو بلند شہر کا غازی عبدالرشید کھڑا ہوتا ہے، سندھ کا نتھورام اگر دریدہ دہنی کرتا ہے تو غازی عبدالقیوم بیدا ہوتا ہے، پالامل ہرزہ سرائی کرتا ہے تو اس کو لگام دینے کے لئے فیروز پور کا غازی محمد صدیق کھڑا ہوتا ہے، اگر چرن داس نازیبا کلمات کہتا ہے تو غازی میاں محمد شہید

جان قربان کرتا ہے اور اسے واصل جہنم کرتا ہے، چلچل سنگھ نے زبان کھولی تو غازی عبداللہ نے اس کی زبان کھینچ لی الغرض! ہماری تاریخ ہی یہی ہے کہ ؎

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لیے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے

اسی تاریخی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس درخواست کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں

اٹھو مومنو! آج سے عہد کرلو، حبیب خدا کی اطاعت کرو گے
عقیدت کے پہلو بہ پہلو عمل سے، حقیقت میں تعمیل سنت کرو گے
وہ تابندہ اسلام جو رہ گیا ہے، کتابوں کے اوراق میں دفن ہو کر
وفا کیشیوں سے جفا کوشیوں سے، زمانہ میں اس کی اشاعت کرو گے

(عامر عثمانی...... یہ قدم قدم بلائیں ص/۱۲۴)

وما علینا الا البلاغ

فرمان نبوی

جو برے کام تم خود کرتے ہو ان کی وجہ سے دوسروں پر ناراض مت ہو، تمہیں عیب لگانے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ تم اپنے عیبوں کو تو جانتے نہیں اور دوسروں میں عیب تلاش کررہے ہو اور جن حرکتوں کو خود کرتے ہو ان کی وجہ سے دوسروں پر ناراض ہوتے ہو

(اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ والحاکم) (دل کی باتیں ص/۳۹)

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
khan\Desk 2010\A019.TIF not found.

لا اکراہ فی الدین. (سورۃ البقرہ آیت/۲۵۶)

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟

ہمارے باغ میں امن واماں کے پھول کھلتے ہیں
ہمارا کام ہے انسان کوانساں بنا دینا

جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو، سوزِ پنہاں سے
تری تاریک راتوں میں، چراغاں کر کے چھوڑوں گا

مجھے اے ہم نشیں! رہنے دے، شغل سینہ کاوی میں
کہ میں داغ محبت کو، نمایاں کر کے چھوڑوں گا

دکھا دوں کا جہاں کو جو مری آنکھوں نے دیکھا ہے
تجھے بھی صورت آئینہ حیراں کر کے چھوڑوں گا

کلیات اقبال ص/۶۰

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟

الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، قال اللّٰہ تعالیٰ أعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم .بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ، (سورۃ النحل آیت/۱۲۵)وقال تعالی فی موضع آخر. لا اکراہ فی الدین. (سورۃ البقرہ آیت/۲۵۶)

کچھ لوگ بوئے گل سے پریشاں ہیں آج کل
ہر چند ان سے کوئی عداوت نہیں مجھے
کہتا ہوں صاف صاف عزیزان محترم
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

شورش کاشمیری (گفتنی ناگفتنی ص/۲۵۶)

مشفق ومکرم اساتذۂ کرام ورفقاءعظام!

اسلام ایک ایسا آفاقی مذہب ہے جس کی جملہ تعلیمات نہ صرف مسلمانوں کے لئے ؛ بلکہ پوری انسانیت کے لئے امن وامان کی ضامن ہیں، اسلام میں جہاں ایمان ویقین، زہد وتقوی، عفت وپاکبازی، شرم وحیاء، عدل وانصاف، عفو ودرگزر، رحم وکرم، دیانت داری وخودداری، محبت وشفقت، حق گوئی وبیباکی جیسے اخلاق حسنہ کی ترغیب ہے، وہیں تمام رذائل سے دور ونفور رہنے کی تعلیم بھی ہے اس لئے روز اول ہی سے اسلام کی روشنی اتنی تیزی سے پھیلی کہ دنیا والے حیرت میں پڑ گئے اور دشمنان اسلام نے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے ببانگ دہل یہ اعلان کرنا شروع کردیا کہ اسلام کی اشاعت تلوار سے ہوئی۔

ملت اسلامیہ کے پاسبانو! لیکن جب ہم اس بات کی تحقیق کے لئے تاریخ

کے دروازے پر دستک دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں تو تاریخ ہمیں چیخ چیخ کر جواب دیتی ہے کہ نہیں نہیں اسلام کی اشاعت تلوار سے نہیں ؛ بلکہ اخلاق حسنہ سے ہوئی ہے کیوں کہ اگر اسلام کی اشاعت تلوار سے ہوئی ہے تو بتاؤ کہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ پر کس نے تلوار اٹھائی تھی؟......زید بن حارثہؓ پر کون حملہ آور ہوا تھا؟......حمزہؓ جیسے دلیر کو کس نے دھمکایا تھا؟......عمرؓ جیسے بہادر کو کس نے آنکھیں دکھائی تھیں؟......بلالؓ وصہیبؓ کو اسلام کے نام پر تڑپنے کے لئے کس نے مجبور کیا تھا؟......اور ہاں انصار مدینہ پر نبی کے قدموں میں آنے کے لئے کون زور وزبردستی کررہا تھا؟

۸ھ میں کفار مکہ پر دامن اسلام سے وابستہ ہونے کے لیے کون دباؤ ڈال رہا تھا؟

اے اسلام پر کیچڑ اچھالنے والو! بتاؤ کہ انہوں نے اسلام تلوار کے زور پر قبول کیا تھا یا اخلاق رسول ﷺ وصحابہؓ سے متأثر ہوکر؟

بولو! تمہاری زبانیں کیوں خاموش ہوگئیں؟ تم بولتے کیوں نہیں؟ ہاں ہاں تمہیں خاموش ہی رہنا پڑے گا کیوں کہ تمہیں بھی معلوم ہے کہ ان حضرات نے اسلام کو اپنی رضامندی اور خوشنودی سے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

محترم سامعین کرام! یہی نہیں بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھایئے اور نظر ڈالئے عہد فاروقی پر، تو آپ کو نظر آئے گا کہ اسلامی مجاہدین نے قبول اسلام پر کبھی کسی کو مجبور نہیں کیا ؛ بلکہ سب کو مذہبی آزادی کا پروانہ دیا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وہ امان، جو آپ نے فتح بیت المقدس کے موقع پر عیسائیوں کو دیا تھا، آج بھی تاریخ کے اوراق میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ ’’ان کے گرجاؤں میں نہ سکونت کی جائے، نہ ان کو ڈھایا جائے، نہ ان کو نقصان پہنچایا جائے گا نہ ان کی صلیبوں اور مالوں میں کچھ کمی کی جائے گی اور نہ ان پر مذہب کے بارے میں کوئی جبر کیا جائے گا‘‘ اے عقل کے اندھو! کیا تمہیں یہ تحریر نظر نہیں آتی جس میں صاف صاف مذہبی آزادی دی گئی ہے۔

اے اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے والو! ابھی اور آگے بڑھو اور ان خطوط کا بھی مطالعہ کرتے چلو، جو حجاج بن یوسف جیسے جابر و ظالم گورنر نے، فاتح سندھ محمد بن قاسم کے پاس بھیجا تھا، حجاج بن یوسف صاف صاف لکھتا ہے کہ ''ان کی عبادت گاہیں مسمار نہ کرنا اور ان کے مذہبی پیشواؤں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنا'' اور تو اور ذرا لمبا سفر طے کیجئے اور فاتح بیت المقدس، سلطان صلاح الدین ایوبی کی رحم دلی وفیاضی کا تذکرہ بھی سنتے چلئے! جس نے بیت المقدس کو نہ صرف خون خرابے سے بچایا تھا ؛ بلکہ تمام عیسائیوں کو خیر و عافیت سے نکلنے کا موقع بھی دیا تھا، اسی رحم دلی سے متأثر ہوکر لین پول نے لکھا ہے کہ وہ جلالت وشہامت میں یکتا اور بے مثال شخص تھا۔

محترم سامعین کرام! یہ تھی تاریخ کی ایک ہلکی سی جھلک، جس کو میں نے آپ حضرات کے سامنے پیش کی جس سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اسلام کا چراغ ظلم وجور اور تشدد کے تیل سے روشن نہیں ہوا؛ بلکہ اس میں اخلاق حسنہ کا روغن ڈالا گیا ہے۔

مزید وضاحت کے لئے آپ دور حاضر پر نظر ڈالئے، غور کیجئے اور بتایئے کہ آج اسلام قبول کرنے والوں کو کون مجبور کر رہا ہے؟ آخر یوسف یوحنا پر محمد یوسف بننے کے لئے کس نے زبردستی کی؟ یورپ وامریکہ میں اتنی تیزی سے کیوں اسلام پھیل رہا ہے؟ اگر آپ ان تمام حقائق پر غور کریں گے تو بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ اسلام اپنے باطنی کمالات کی وجہ سے پھیلا ہے، پھیل رہا ہے اور انشاء اللہ پھیلے گا۔
کیوں کہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اسلام کا صحیح ترجمان بنائے

آمین ثم آمین.

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
sers\khan\Desktop\Im 2010\A001.TIF not found.

الذین إن مکناهم فی الارض أقاموا الصلاة وآتؤ الزکوة وأمروا بالمعروف ونهوا عن المنکر. (سورة الحج آیت/ ۴۱)

امن عالم اسلامی قیادت ہی سے ممکن

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے
(کلیات اقبال ص/۱۶۰)

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو

آہ! کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

دیکھ آکر کوچۂ چاکِ گریباں میں کبھی
قیس تو، لیلا بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تو

وائے نادانی، کہ تو محتاج ساقی ہو گیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

(کلیات اقبال ص/۱۵۷)

امن عالم اسلامی قیادت ہی سے ممکن

الحمدللّٰہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، أما بعد فقال اللّٰہ تبارک وتعالی: أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرَّحمن الرَّحیم، الذین إن مکناھم فی الارض أقاموا الصلاۃ وآتؤ الزکوۃ وأمروا بالمعروف ونھوا عن المنکر. (سورۃ الحج آیت/۴۱)
وقال النبی ﷺ: سید القوم خادمھم (کنز العمال حدیث/۲۴۸۳۴)

عافیت چاہو تو آؤ دامن اسلام میں
یہ وہ دریا ہے کہ جس میں ڈوبتا کوئی نہیں

صدر محترم، اساتذۂ کرام، مہمانان عظام اور سامعین ذی وقار! اکیسویں صدی کے اس ترقی یافتہ دور میں، جب کہ انسان ترقیات کے منازل طے کرتا ہوا، سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر رہا ہے، ہواؤں پر کمندیں ڈال رہا ہے، چاند کو اپنا مسکن بنا رہا ہے، مچھلی کی طرح پانی میں تیر رہا ہے اور پرندوں کی طرح ہواؤں میں اڑ رہا ہے اگر پورے عالم پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے، اطراف عالم کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے تو ہر طرف ظلم وجور، جبر وتشدد، چوری وزنا کاری، عصمت دری وعصمت فروشی کا بازار گرم دکھائی دے گا چنانچہ اگر ایک طرف امریکہ وایران کے درمیان لفظی ونظریاتی جنگ چھڑی ہوئی ہے، تو دوسری طرف شمالی وجنوبی کوریا باہم ٹکرانے کے لیے بیتاب ہیں اگر ایک طرف عراق وافغانستان کی سرزمین، مظلوموں کے خون سے رنگیں نظر آئے گی، تو دوسری طرف فلسطین میں، مظلوموں کی چیخ وپکار سنائی دے گی اگر ایک طرف پاکستان میں لگاتار گولیوں اور بموں کی گونج سنائی دے گی، تو دوسری طرف سرزمین ہند میں، فرقہ وارانہ فسادات کے شکار ہونے والوں کے معصوم بچوں اور بیواؤں کی سسکیاں سنائی دیں گی، اگر ایک طرف شام میں بے گناہ

انسانوں کے خون کے دھبے دکھائی دیں گے تو دوسری طرف مصر میں، جبر وتشدد کی ایک نئی داستان سنائی دے گی، اگر ایک طرف آزادیِ نسواں کے نام پر، بے حیائی وبدکاری، عصمت دری وعصمت فروشی کا بازار گرم دکھائی دے گا، تو دوسری طرف آزادیِ رائے کے نام پر دل آزادی ودل شکنی کا طویل سلسلہ نظر آئے گا الغرض: دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے میں کوئی بھی سکون واطمینان کی سانس لیتا ہوا نظر نہیں آئے گا خواہ اس کا تعلق روحانیت پسند مشرق سے ہو یا مادہ پرست مغرب سے ہر ملک ہر ریاست اور ہر خطے میں اضطراب وبے چینی نظر آئے گی **ظھر الفساد فی البر والبحر**

انسانیت کے غم خوارو! سوال یہ ہے کہ یہ سنگین صورتحال کیوں پیدا ہوئی؟ اولادِ آدم کو یہ دن کیوں دیکھنے پڑے؟ مصائب ومشکلات کے اس طوفان بلا خیز میں انسانیت کیوں پھنسی ہوئی ہے؟ بنت حوا کو بازار کا کھلونا کیوں بننا پڑا؟ اس کا واضح جواب یہ ہے، کہ نہ تو آج دنیا کے پاس وہ اخلاقی تعلیمات ہیں، جن سے وہ اپنے آپ کو مزین کر کے خود کو مہلک اور خطرناک جرائم سے بچا سکیں، نہ آج دنیا کے پاس کوئی مؤثر قانون ہے، جو مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچا سکے اور نہ ہی قائدین قوم وملت کے اندر، وہ اعلی صفات ہیں، جن سے آراستہ ہو کر وہ عوام کے دلوں پر حکمرانی کر سکیں؛ بلکہ آج سربراہوں، حکمرانوں، نیتاؤں اور لیڈروں میں غرور ونخوت، عجب وخود پسندی، ذوقِ نمائش، احساس برتری، آرام طلبی اور عیش وعشرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، حصول اقتدار سے ان کا مقصد، خدمت خلق نہیں؛ بلکہ دولت وشہرت، عزت وعظمت اور سکون وراحت کا حصول ہے، اس لیے ہر ایک اپنی حکومت بچانے کے لیے، انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کی فکر میں لگا ہوا ہے، طاقت وقوت کا بے جا استعمال کر کے، دوسروں کو دفن کی کوشش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام وحکومت اور رعایا وحکمراں کے درمیان دوریاں بڑھتی جا رہی ہیں، حکمراں

طبقہ عیش وعشرت کے مزے لوٹ رہا ہے جب کہ کمزور رعایا اپنا خون بہا رہی ہے۔

امن وامان کے متلاشیو! آخر دنیا کو ان سب لعنتوں سے کیسے پاک کیا جا سکتا ہے؟ ان تمام بیماریوں کا علاج کیا ہے؟ ان بھیانک مسائل کو کیسے سلجھایا جا سکتا ہے؟ یہ ایک پیچیدہ سوال ہے جو دنیا کے تمام حکمراں کو آواز دیتا رہا ہے، دے رہا ہے اور دیتا رہے گا۔

اس سوال کو حل کرنے کے لیے نہ جانے کتنی کانفرنسیں کی گئیں، اکیڈمیاں بنائی گئیں، میٹنگیں کی گئیں، نئے نئے قوانین وضع کیے گئے، خصوصاً ''اقوام متحدہ'' کے نام سے ایک انجمن تشکیل دی گئی، جو بظاہر امن وامان کا نعرہ لگاتی رہی، طرح طرح کی تدبیریں کرتی رہی، مساوات کا شور مچاتی ہے؛ لیکن نتیجہ یہی نکلا کہ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس لیے میں کہنا چاہتا ہوں پوری دنیا کے حکمرانوں سے کہ اے سربراہان ممالک! اگر تم حقیقتاً امن وامان کے طالب ہو اور جرائم کا سد باب چاہتے ہو تو آجاؤ دامن اسلام میں اور اپنا لو اسلامی تعلیمات وقوانین کو؛ کیوں کہ مذہب اسلام ہی وہ انسانیت نواز مذہب ہے، جس کی تعلیمات سے حیرت انگیز طور پر، معاشرہ امن وامان سے مالا مال ہو جاتا ہے، الفت ومحبت کے پھول کھلنے لگتے ہیں، اخوت وبھائی چارگی کی فضا قائم ہو جاتی ہے، ہمدردی وغمخواری کی کلیاں چٹکنے لگتی ہیں، احترام انسانیت کی باد نسیم چلنے لگتی ہے، انسان اپنی جان ومال اور عزت وآبرو کی طرف سے مطمئن ہو کر عافیت کی فضاؤں میں سانس لینے لگتا ہے، ان باتوں کی شہادت کے لیے خلافت راشدہ کا عہد زریں کافی ہے۔

دردمندان قوم وملت! اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مذہب اسلام نے جہاں احترام انسانیت کا درس دیا، وہیں امن وامان کی فضا کو برقرار رکھنے اور امن کے

دشمنوں کو ختم کرنے کے لیے، بڑے بڑے جرائم کی عبرت ناک سزائیں بھی مقرر کی ہیں۔

چنانچہ قتل کی روک تھام کے لیے، حیات انسانی کا ضامن قصاص جیسا حکم نافذ کرتے ہوئے ''**ولکم فی القصاص حیوۃیآولی الالباب**'' (**سورۃ البقرہ آیت/ ۱۷۹**) کا مژدہ جاں فزا سنایا، چوری کی واردات کو ختم کرنے کے لئے ''**السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما**'' (**سورۃ المائدۃ آیت/ ۳۸**) کا فرمان جاری کیا، زنا کے سدباب کے لیے ''**الزانية والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مأة جلدة**'' (**سورۃ النور آیت/ ۲**) اور ''**الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما نكالا من الله**'' (**السنن الکبری للبیهقی ج/ ۸ ص/ ۲۲۱**) کی عبرت ناک سزا مقرر کی، کسی پاکدامن کی عفت وعصمت کے ساتھ کھلواڑ کرنے والے کے لیے ''**فاجلدوهم ثمانين جلدة**'' (**ایضاً آیت/ ۴**) کا قانون نافذ کیا، شراب نوشی کا قلع قمع کرنے کے لیے پیغمبر خدا محمد عربی ﷺ نے ''**من شرب الخمر فاجل دوہ**'' (سنن ابوداؤد حدیث/ ۳۸۸۸) کا حکم دیا، ڈاکہ زنی کے خاتمہ کے لیے ''**ان یقطعوا أو یصلبوا أو تقطع أیدیهم وأرجلهم من خلاف او ینفو من الارض**'' (**سورۃ المائدۃ آیت/ ۳۳**) کی سزا مقرر کی۔

اس کے علاوہ اخلاقی تعلیمات پر زور دینے کے لیے کہیں ''**ولا یغتب بعضکم بعضا**'' کا (**سورۃ الحجرات آیت/ ۱۲**) حکم دیا، کہیں ''**یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن**'' (**سورۃ الحجرات آیت/ ۱۲**) کی تعلیم دی، کہیں ''**ویل لکل همزة لمزه**'' (**سورۃ الهمزہ آیت/ ۱**) کی وعید سنائی، تو کہیں ''**ولا تقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا** (**سورۃ الاسراء آیت/ ۳۲**) کا درس کیا، الغرض ایک جامع ومانع دستور وہدایت نامہ عطا فرما کر قیادت وحکمرانی کی صحیح تصویر کشی کرتے ہوئے **سیدالقوم خادمهم** (

کنزا لعمال حدیث/ ۲۴۸۳۴) کا منفرد پیغام دیا کہ

جو تکبر کرے قابل لوم ہے
جو ہے خادم وہی سیدالقوم ہے

یعنی حکومت وقیادت عیش وعشرت کا زینہ نہیں؛ بلکہ خدمت خلق کا وسیلہ ہے، منصب جہاں بانی وحکمرانی پھولوں کی سیج نہیں؛ بلکہ کانٹوں بھرا تاج ہے، عہدہ امارت وسیادت چمن زار سکون وآرام نہیں؛ بلکہ صحراء کلفت وآزمائش ہے۔

حاضرین مجلس! یہی قانون اسلام اور ضابطۂ حیات تھا مسلم حکمرانوں کے سامنے، جن کی وجہ سے انھوں نے سیادت وقیادت کے روپ میں، خدمت خلق کا عظیم الشان فریضہ انجام دیا اور اس دنیا کو گلشن وگلستاں میں تبدیل کر دیا، آج بھی رہبران عالم اگر ان قوانین کو حرز جاں بنالیں تو پھر سے اولاد آدم خوشی ومسرت کے شادیانے بجانے لگے گی اور ایک بار پھر اس دنیا میں پیار ومحبت کی ہوائیں چلنے لگیں گی اس لیے دوبارہ پھر اس درخواست کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں ؎

عافیت چاہو تو آؤ دامن اسلام میں
یہ وہ دریا ہے کہ جس میں ڈوبتا کوئی نہیں

وما علینا الاالبلاغ

یہ اللہ کی کتاب تم میں موجود ہے جس کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے جس کی روشنی کبھی گل نہ ہوگی لہٰذا تم کلام الٰہی کی تصدیق کرو، اور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل کرتے رہو اور تاریکی والے دن کے لیے اس سے بینائی حاصل کرو۔
(حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیرت خلفائے راشدین ص/ ۶۴)

rs\khan\Desktop\
2010\A017.TIF
not found.

s\khan\Desktop
2010\A017.TIF
not found.

.\Users\khan\Desktop\Inpag
2010\A025.tif not found.

وسیجنبها الأتقى الذى يؤتى ماله يتزكى

(سورة الليل آیت/ ۱۸/۱۷)

اسلام کے لیے
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قربانیاں

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس!
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسول بس

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس کے بنائے عشق ومحبت سے استوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار

ملک یمین ودرہم ودینار و رخت وجنس
اسپ قمر سم وشتر وقاطر وحمار

بولے حضور ﷺ چاہیے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق ومحبت کا رازدار

اے تجھ سے دیدۂ مہ وانجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس!
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسول بس

(کلیات اقبال ص/ ۱۸۲/۱۸۳)

اسلام کے لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قربانیاں

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد! فأعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرَّحمٰن الرَّحيم، وسيجنبها الأتقى الذى يؤتى ماله يتزكى (سورة الليل آيت/١٧/١٨)

حضرت صدر محترم، مہمانان کرام اور رفقاء بزم! تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ دربار محمدی ﷺ میں آکر اقرار محمدی کرنے والے تمام صحابہؓ، صدق ووفا کے پیکر، خلوص وللّٰہیت کے مجسم نمونہ اور راہ خداوندی میں سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ رکھنے والے تھے؛ لیکن ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قربانیاں سب سے زیادہ روشن اور تابناک ہیں، تاریخ ہمیں بتاتی ہے، واقعات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑی تو تلوار چلائی، اگر ضرورت پڑی تو اپنا سارا مال راہ خدا میں قربان کر دیا، اگر ضرورت پڑی تو خود تکلیفیں برداشت کر کے پیغمبر ﷺ کی راحت رسانی کا انتظام کیا؛ الغرض صدیق اکبرؓ کی پوری زندگی قربانی اور مجاہدہ سے عبارت ہے۔

حاضرین مجلس! اسلام کا ابتدائی دور ہے، فاران کی چوٹیوں سے بلند ہونے والا نور، یکے بعد دیگرے دھیرے دھیرے، لوگوں کے دلوں کو منور کر رہا ہے، لات وعزیٰ کے پجاری یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں، اور جوش انتقام میں آکر، عاشقان نبوت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے لگتے ہیں، صدیق اکبرؓ سے ان حالات کو دیکھ کر رہا نہ گیا، اپنے پیسے سے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا شروع کر دیا، والد ابوقحافہ کہتے ہیں جان پدر! میں دیکھتا ہوں تم کمزوروں ضعیفوں اور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے ہو، کاش تم قوی اور کام کے آدمی کو آزاد کرتے، صدیق اکبرؓ نے جواب دیا ابا جان! میں صرف خدا کی خوشنودی کا طالب ہوں، خدا کو بندۂ خدا کا یہ جواب اتنا پسند آیا کہ قرآن میں تذکرہ کر کے صدیق اکبرؓ کو زندۂ جاوید بنا دیا،

وسيجنبها الاتقى، الذى يؤتى ماله يتزكى وما لأحد عنده من نعمة تجزى إلا ابتغاء وجه ربه الأعلى، ولسوف يرضى (سورة الليل آيت/١٧ تا ٢١)

عاشقان نبوت! مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اس مرد مجاہد، مومن کامل کو جب یہ خبر ملی کہ کفار مکہ نسبی شرافت کو بالائے طاق رکھ کر، محمد عربی ﷺ پر پل پڑے اور آپ ﷺ کی جان کے پیچھے پڑ گئے ہیں، تو کفار کی سرزنش کرتے ہوئے کہنے لگے "**أتقتلون رجلا أن يقول ربى الله وقد جاء كم بالبينات من ربكم**" (**بخاری شریف حدیث/٣٤٠٢**) یہ سن کر کفار مکہ کا جوش اور بھڑک گیا، جوش انتقام میں آکر، پیغمبر خدا کو چھوڑ کر عاشق پیغمبر پر ٹوٹ پڑے اور بدن کو لہولہان کر دیا، مگر قربان جائیے صدیق اکبرؓ کے عشق ومحبت پر، ہوش آتے ہی دوسروں کے سہارے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور چہرۂ انور کو دیکھ کر جان میں جان آئی، عزم وارادے کے پہاڑ صدیق اکبرؓ کے قدم میں کوئی لغزش نہیں آئی، کفار کی مخالفتوں کے باوجود تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے اور لوگوں کو دامن اسلام سے وابستہ کرتے رہے۔

سامعین کرام! اسی پر بس نہیں؛ بلکہ جب ایک قدم آگے بڑھا کر واقعۂ ہجرت پر نظر ڈالیں، تو قدم قدم پر صدیق اکبرؓ کی قربانیاں دکھائی دیتی ہیں، پورا سفر ہجرت صدیق اکبرؓ کی قربانیوں کا مجموعہ ہے، مکہ سے لے کر مدینۃ المنورہ تک کا سفر اسلام کی ترقی کا سفر ہے، اس سفر میں سب سے زیادہ قربانیاں صدیق اکبرؓ کی ہیں، چنانچہ جب ہم تاریخ کے دروازے پر دستک دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ

اے تاریخ! ہمیں بتا، کہ ہجرت کے لئے اجازت کس نے مانگی تھی؟

اے تاریخ! ہمیں بتا، کہ ہجرت کے لیے اونٹوں کا انتظام کس نے کیا تھا؟

اے تاریخ! ہمیں بتا، کہ زادسفر کا بندوبست کس نے کیا تھا؟

اے تاریخ! ہمیں بتا، کہ پیغمبر خدا کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر غار ثور
تک کون لے گیا تھا؟
اے تاریخ! ہمیں بتا، کہ غار کے سراخوں کا منھ کس نے بند کیا تھا؟
اے تاریخ! ہمیں بتا، کہ سانپ نے کس کو ڈسا تھا؟
اے تاریخ! ہمیں بتا، کہ تین دن خطرہ مول لے کر غار ثور میں
کھانے کا انتظام کس نے کیا تھا؟
اے تاریخ! ہمیں بتا، کہ **لا تحزن** کا ابدی فرمان کس کے لئے
جاری ہوا تھا؟

تو تاریخ ہمیں جواب دیتی ہے کہ وہ ابوبکر صدیقؓ عبداللہ بن ابی قحافہ کی ذات گرامی ہے۔

سامعین کرام! جاں نثاری وفدا کاری کی داستان یہیں مکمل نہیں ہوتی ؛ بلکہ جب رمضان المبارک ۲ھ میں ایمان وکفر، اسلام وجاہلیت، نور وظلمت، حق وباطل، آزادی وغلامی اور انسانیت ونفسانیت کا ٹکراؤ ہوا، ایک طرف شیطانیت کا انبوہ کثیر تھا، تو دوسری طرف خدائی ذات پر بھروسہ کرنے والوں کی مٹھی بھر جماعت تھی، ادھر جنگی سازوسامان کا کروفر تھا، ادھر ایمان کی فولادی طاقت تھی، بالآخر دونوں طاقتیں ٹکرائیں، اس گھمسان کی جنگ میں صدیق اکبرؓ جہاں ایک طرف عریش نبوی کی نگہبانی کرتے رہے، وہیں ایک صبح میمنہ کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے پوری جرأت وبے باکی کا مظاہرہ کیا، چشم فلک نے یہ بھی دیکھا کہ جب صدیق اکبرؓ کی نگاہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن پر پڑی، تو تلوار سونت کر لخت جگر پر وار کیا مگر وہ زد سے بچ کر نکل گیا، الغرض! غزوۂ بدر ہو یا احد، غزوۂ خندق ہو یا صلح حدیبیہ، غزوۂ حنین ہو یا تبوک، کسی بھی موقع پر قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔

سامعین کرام! اب آیئے جاں نثاری وفدا کاری کا وہ واقعہ بھی سنتے چلیں، قربانی وبلیدان کی وہ داستان بھی سنتے چلیں، جس نے حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ عمرؓ! ابوبکرؓ کی برابری ممکن نہیں۔

۹ھ کا واقعہ ہے جہاد کی تیاریوں کا پیغمبرانہ فرمان، ایک ایک بندۂ مومن کے کان میں پہنچ چکا ہے، روم کے ٹڈی دل لشکر کے مقابلہ کے لئے، معرکۂ جہاد میں کود پڑنے کے لئے، ایمانی لہو گرمایا جا رہا ہے، حالات کو دیکھتے ہوئے نبی خاتم الزماں ﷺ کو لوگوں سے مالی معاونت کی اپیل کرنی پڑی، حضرت عثمان غنیؓ نے ۹۰۰ اونٹ، ۱۰۰ گھوڑے اور ۱۰۰۰ر دینار پیش کئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ۴۰ر ہزار دینار پیش کئے، حضرت عمرؓ گھر کا آدھا اثاثہ لے آئے اور سوچا کہ آج ابوبکرؓ سے آگے بڑھ جاؤں گا؛ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ابوبکرؓ نے گھر کا پورا اثاثہ لا کر خدمت نبوی میں ڈال دیا، نبوی لب ہلے، سوال ہوا ابوبکرؓ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ بے ساختہ جواب دیا

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

(کلیات اقبال ص/۱۸۳)

سامعین کرام! یہ تو عہد رسالت کے واقعات ہیں جب رخ انور سامنے ہے؛ لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے، کہ پیغمبر خدا کی وفات کے بعد ایمان سوز، اسلام سوز فتنے جہنم کے شعلوں کے مانند اٹھے، چاروں طرف سے چراغ اسلام، ظلمت کی آندھیوں کی زد میں ٹمٹما رہا تھا، صحابہ کرامؓ متردد تھے کہ کیا کیا جائے، اچانک رگ صدیق پھڑکی اور بے ساختہ یہ کہتے ہوئے میدان عمل میں کود پڑے ”**اینقص الدین وانا حیّ**“ کہ صدیق کے زندہ رہتے ہوئے اسلام میں کوئی رخنہ گوارہ نہیں، یا تو ابوبکر

کی جان جائے گی یا اسلام کامل و مکمل طور پر نافذ رہے گا، یہ حقیقت ہے کہ اگر صدیق اکبرؓ کے اندر یہ جذبۂ جاں نثاری وفداکاری نہ ہوتا تو شاید آج ہمارے سامنے اسلام کی یہ تصویر نہ ہوتی۔

سامعین کرام! حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جاں نثاری وفداکاری کوئی کہاں تک سنائے؟ کن واقعات کو بیان کرکے کن واقعات کو فراموش کیا جائے۔

المختصر! حیات صدیقؓ کا ہر لمحہ اسلام کی آب یاری کے لئے وقف تھا، اثاثۂ صدیقؓ کا ہر جزء اشاعت اسلام کے لئے حاضر تھا؟ خاندان صدیقی کا ہر فرد تبلیغ اسلام کے لئے سرگرداں تھا ع

این خانہ ہمہ آفتاب است

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین اسلام کے لئے قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین.

نوٹ: یہ تقریر امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ کی کتاب سیرت خلفاء راشدین سے ماخوذ ہے، اس لئے جگہ جگہ حوالہ جات کا التزام نہیں کیا گیا ہے.....................ازمرتب

اے لوگو! اپنی عمر کی مہلتوں میں نیکیوں کی طرف سبقت کرو قبل اس کے کہ تمہاری عمریں ختم ہوجائیں اور تم کو اپنی بداعمالیوں سے سابقہ پڑے، کچھ لوگوں نے اپنی زندگیاں غیروں کے لیے صرف کردیں، اور اپنی جانوں کو فراموش کردیا، میں تم کو منع کرتا ہوں کہ تم ایسے نہ بنو

(حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیرت خلفائے راشدین ص/٦٤)

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.

s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.

khan\Desk 2010\A019.TIF not found.

محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار

(سورۃ الفتح آیت/ ٢٩)

حضرت علیؓ کی شان شجاعت وبہادری

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین وطن
اس زمانے میں کوئی حیدرِؓ کرار بھی ہے

(کلیات اقبال ص/٢٩٢)

سوچا بھی ہے اے مرد مسلماں کبھی تو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگردار

اس بیت کا یہ مصرع اول ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدرِ کرارؓ

(کلیاتِ اقبال ص۴۱۲/)

حضرت علیؓ کی شان شجاعت وبہادری

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ أجمعین ومن تبعھم باحسان إلی یوم الدین أما بعد: قال اللّٰہ تبارک وتعالی. أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار (سورۃ الفتح آیت/ ۲۹)

مشفق ومکرم اساتذۂ کرام، مہمانان عظام اور سامعین ذی وقار! یوں تو آفتاب نبوت سے ضیاء حاصل کرنے والے تمام تابندہ ستارے اپنی مثال آپ ہیں، مے خانۂ علم نبوت سے مے نوشی کے آداب سیکھنے والے تمام رندان ہدی اپنے اخلاق وکردار میں یکتا ہیں، گلستان محمدی کے گلوں کی کوئی نظیر نہیں، تربیت گاہ نبوت کا ہر ہر فرد، اپنے تمام اوصاف وکمالات میں ایک انجمن ہے، تاہم بعض اوصاف میں تفاوت کی بنا پر بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔

سیدنا حضرت علیؓ کے ممتاز اوصاف میں سے ایک نمایاں وصف ’’شجاعت وبہادری‘‘ ہے، تاریخی واقعات کی روشنی میں آج سیدنا علیؓ کی ’’شجاعت وبہادری‘‘ کی داستان سنائی جائے گی، عزم وہمت کی روداد بیان کی جائے گی، بسالت ومردانگی کی تاریخ دہرائی جائے گی۔

حاضرین مجلس! تحریک اسلامی کا قلع قمع کرنے کے لئے، جب کفار مکہ نے سارے حدود کو توڑ کر، چراغ محمدی کو گل کرنے کے لئے، آفتاب نبوت کو غروب کرنے کے لئے، آپ کے مکان کو گھیر لیا تو دیانت وامانت کے پیکر، اس نبی برحق نے امانت ودیانت کی ادائیگی کے لئے، اپنے مبارک بستر پر شیر خدا، حیدر کرار کو لٹا کر، ہجرت کا قصد فرمایا، تاریخ کے اوراق اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ایسے

نازک وقت میں حضرت علیؓ کے بدن پر کپکپاہٹ طاری نہ ہوئی، آپ کے قدموں میں ڈگمگاہٹ پیدا نہیں ہوئی، دل بے چین اور قلب مضطرب نہیں ہوا، نیند کو قربان کرنے کی نوبت نہیں آئی؛ بلکہ اس مرد مومن نے سکون واطمینان سے رات گزاری۔

بستر احمد شب ہجرت یہ دیتا ہے صدا
اے علی مردوں کو یوں ہی نیند آنا چاہئے

غیور نوجوانو! یہ تو ایک ہلکی سی جھلک تھی شجاعت وبہادری کی، عملی تفسیر دیکھنا چاہتے ہو تو اٹھاؤ بدر کی تاریخ، جہاں میدان بدر ہبل کے زلزلہ خیز نعروں سے گونج رہا ہے، کفر وشرک کے بھیڑیے مسلمانوں کا خون پینے کے لئے جمع ہو رہے ہیں، زہریلے ہتھیاروں سے لیس ہوکر، آدم خوروں کا رنگ وروپ دھار کر، درندہ صفت سورماؤں کی وحشیانہ دھمک کے ساتھ البدایہ والنہایہ ج۳؍ص۳۳۳ کے مطابق فریقین صف آراء تھے کہ عتبہ، شیبہ اور ولید مبارزت کے لئے نکلتے ہیں، انصار کے چند غازیان اسلام آگے بڑھتے ہیں، مگر عتبہ کی زبان پر بھنبھناہٹ شروع ہوجاتی ہے، غرور وتکبر اور کبر ونخوت میں ڈوب کر کہتا ہے **"یا محمد أخرج إلینا اکفاء نا من قومنا"** سپہ سالار اعظم ﷺ حمزہؓ، علیؓ اور عبیدہؓ کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں، حمزہؓ اٹھو! علیؓ اٹھو! عبیدہؓ اٹھو! یہ سنتے ہی تینوں عقابی شان سے جھپٹتے ہیں حمزہؓ اور علیؓ چشم زدن میں شیبہ اور ولید کو دھول چٹا دیتے ہیں اور عبیدہؓ کی مدد کرتے ہوئے عتبہ کو جہنم رسید کرتے ہیں، اس کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی جس میں حضرت علیؓ نے پیغمبر خدا ﷺ کی تلوار ذوالفقار لے کر اپنی شجاعت وبہادری کے پورے جوہر دکھائے۔

سفینۂ تاریخ کے سوارو! مت بھولو غزوۂ احد کی تاریخ کو، تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھو کہ انتقام بدر کے نام پر، شیطان اپنی پوری جو ہر قابل ذریت کو احد میں سمیٹ لایا تھا، حق وصداقت کے دشمن، دین کی جڑیں کھود ڈالنے کے لئے آگ وخون کا

کھیل کھیلنا چاہتے تھے، اس جنگ کی تیاری میں انہوں نے اپنی پوری متاع حیات نچھاور کردی تھی، ان میں طوفانی لہروں اور بگولوں سے کھیلنے والے سورما بھی تھے، تلواروں کی دھاروں پر لوٹنے والے جذبات بھی، بپھرے شیر کو پچھاڑ کر ڈھیر کرنے والے بہادر بھی تھے، نسوانی راگ سے اپنی سپاہ کو اکسانے والی شہوانی قسم کی اکساہٹ بھی تھی، رجزیہ اشعار گا گا کر جنگی اقدام پر آمادہ کرنے والی مہ جبینان عرب کی ٹولیاں بھی تھیں۔

الغرض! ایک طرف تین ہزار سپاہیوں کا سیلاب تند وتیز تھا، جس میں سات سو زرہ پوش اور دو سو گھوڑ سوار تھے اور دوسری طرف کل سات سو اہل ایمان کا جنگی دستہ تھا جو پیکار کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند صف بستہ تھا، جب دونوں طاقتیں ٹکرائیں تو حضرت علیؓ میدان کارزار میں والہانہ وسرفروشانہ کود پڑے، حضرت مولانا علی میاں ندوری علیہ الرحمہ المرتضی ص؍۴۷ پر البدایہ والنہایہ کے حوالے سے لکھتے ہیں، ابن کثیر کہتے ہیں: حضرت علیؓ غزوۂ احد میں موجود تھے، لشکر اسلام کا میمنہ سنبھالے ہوئے تھے اور حضرت مصعب ابن عمیرؓ کی شہادت کے بعد علم آپ ہی نے اپنے ہاتھوں میں لیا تھا اور احد کے موقع پر سخت جنگ کرتے ہوئے لاتعداد مشرکوں کو ٹھکانے لگایا۔

حاضرین مجلس! آپؓ کی شجاعت وبہادری کی داستان یہیں پر ختم نہیں ہوتی؛ بلکہ جب مسلمانوں پر سخت حالات آئے، کفار چاروں طرف سے مسلمانوں کی بستی مدینۃ المنورہ پر ٹوٹ پڑے جس کا نقشہ قرآن نے ان الفاظ میں کھینچا ہے **"اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا"** (سورۃ الاحزاب آیت؍۱۰) اسی غزوۂ خندق میں آپ کا مقابلہ عمرو بن عبدود جیسے نامور شہسوار سے ہوا، خندق چھلانگ کر یہ صدا لگا رہا تھا **من یبارز؟ من یبارز؟** حضرت علیؓ کی

شجاعت نے خاموش رہنا گوارہ نہ کیا، دربار نبوی سے اجازت لے کر میدان میں آگئے اور اس کا کام تمام کر دیا، شجاعت وبسالت کی یہ حیرت انگیز داستان البدایہ والنہایہ ج۴ص/۱۲۰/۱۲۱ پر موجود ہے۔

ملت اسلامیہ کے دھڑکتے دلو! خیبر کا واقعہ کیسے یاد نہیں؟ ہجرت کا ساتواں سال ہے، سپہ سالار اعظم ﷺ چودہ سو جاں باز مجاہدین کو خیبر کی طرف رواں دواں کرتے ہیں، وہاں پہنچ کر قلعوں کا محاصرہ کر لیا، ایک کے بعد ایک قلعہ فتح ہوتا رہا؛ لیکن القموص کا قلعہ مسلمانوں کے لئے نا قابل تسخیر ہو رہا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا ”**لأ عطين الراية غداً أو ليأخذن الراية غداً رجل يحبه الله ورسوله يفتح الله على يديه فنحن نرجوها هذا على فاعطاه ففتح عليه** (رواه البخاري ج/۲ ص/۶۰۵ حديث/۴۰۵۷)

حضرت علیؓ لشکر لے کر القموص قلعہ میں داخل ہوئے اور مشہور شہسوار مرحب رجز یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا، آگے کیا ہوا مسلم شریف جلد ثانی ص/۱۱۵ پر درج ہے ”**قال فضرب رأس مرحب فقتله ثم كان الفتح على يديه**“ یہ تھے حضرت علیؓ کی شجاعت وبسالت، بہادری ومردانگی کے چند واقعات، قصہ اسی پر تمام نہیں ہوتا، واقعات اور بھی ہیں لیکن قلت وقت دامن گیر ہے اس لیے ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

سامعین ذی وقار! یہ واقعات ہمیں آواز دے رہے ہیں، کہ اے امت محمدیہ کے غیور نوجوانو! اے اسلام کے علم بردارو! اے دین حق کے محافظو! اٹھو، جاگو اور بیدار ہو جاؤ، ان واقعات کو پڑھ کر فراموش مت کرو! بلکہ ان کو پڑھ کر اپنے قلب ونظر کے ہر زاویے کو شمع ایمان اور نور یقین سے مستنیر کر لو! اپنے نفس کو بوئے عشق ومحبت سے اشکبار کر لو! دیار مہر و وفا کے راہی بن جاؤ! اپنے اندر پاکیزہ

جذبات کی گرمی، خلوص کی چاشنی، ربانیت کا جلال وجمال، عزائم میں بلندی اور ارادوں میں پختگی پیدا کر لو، اور یہ اعلان کر دو ؂

گلستاں میں بپا جشن چراغاں کر کے چھوڑوں گا
شب یلدا کی چادر کو درخشاں کر کے چھوڑوں گا
لب خاموش گل سے بھی صدائے لاتخف نکلے
یہ مشکل ہے تو اس مشکل کو آساں کر کے چھوڑوں گا

وما علينا إلا البلاغ

صبر

جوشخص صبر کرتا ہے وہ آخر اپنے مطلب کو پا لیتا ہے
جوشخص صبر سے مدد لیتا ہے صبر اس کی ضرور امداد کرتا ہے
جوشخص صبر کرتا ہے اس کی مصیبت سہل وآسان ہو جاتی ہے
جوشخص صبر کی زرہ پہنتا ہے اس پر سب مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں
جوشخص صبر اختیار کرتا ہے وہ کامیابی پاتا ہے اور جلد بازٹھوکر کھاتا ہے
جوشخص صبر کے کڑوے گھونٹ نہیں پیتا اسے بے صبری ہلاک کر دیتی ہے
(حضرت علی رضی اللہ عنہ..........خزینۂ علم وحکمت ص/۱۰۹)

☆☆☆☆

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.

s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.

sers\khan\Desktop\In 2010\A025.tif not found.

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نضر اللّٰه امرء اسمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه

(رواه أبو داؤد حديث/ ۳۱۷۵)

ترتیب احادیث میں
امام اعظم ابوحنیفہؒ کا امتیازی کارنامہ

”من مناقب أبی حنيفة التی انفرد بها أنه أول من دوّن علم الشريعة ورتبه أبواباً ثم تابعه مالک ابن أنس فی ترتيب المؤطا“

امام ابوحنیفہؒ کے ممتاز مناقب میں سے یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کیا، باب در باب اس کو مرتب کیا، پھر امام مالک ابن انسؒ موئطا کی ترتیب میں آپ کے نقش قدم پر چلے۔

(جلال الدين سيوطیؒ
تبييض الصحيفة فی مناقب الامام أبی حنيفة ص/ ۳۰/ ۳۱)

ترتیب احادیث میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا امتیازی کارنامہ

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین، خصوصاً علی الائمۃ الفقھاء والمحدثین، أما بعد! فقال اللّٰہ تبارک وتعالی، أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیمبسم اللّٰہ الرحمن الرحیم: وما ینطق عن الھویٰ، إن ھو إلا وحی یوحی. (سورہ نجم آیت ۳/۴)

وقال النبی ﷺ **نضر اللّٰہ امرء اسمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ** (رواہ أبو داؤد حدیث/۳۱۷۵)

اسٹیج پر تشریف فرما معزز اساتذۂ کرام، علماء عظام اور حاضرین جلسہ!

تخلیق آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد، مرضیات ومنہیات الٰہی کی شعور وآگہی کے لئے، وحی الٰہی کا جو مبارک سلسلہ ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے چلا تھا، شدہ شدہ سید الانبیاء والمرسلین، سیدنا حضرت محمد عربی ﷺ فداہ أبی وامی پر تام ہوگیا، اور خدا تعالیٰ نے اپنا آخری کلام قرآن پاک نازل کر کے سورۂ مائدہ آیت ۶۷ میں اگر تبلیغ کا حکم ان الفاظ میں دیا "**یا أیھا الرسول بلغ ما أنزل الیک من ربک**" تو ہیں آیات مجملہ کی تفصیل، احکام جزئیہ کی تبیین وتشریح کا حکم دیتے ہوئے سورۂ نحل آیت ۴۴ میں فرمایا "**وأنزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون**" اور ساتھ ہی ساتھ سورۂ نجم کی ابتدائی آیات میں اعلان کر دیا کہ زبان نبوت سے ادا ہونے والے تمام کلمات برحق ہیں، نبوی لب، منشاء ایزدی کے خلاف کھل ہی نہیں سکتے، دربار نبوی سے، مرضی الٰہی کے خلاف کوئی حکم صادر ہو ہی نہیں سکتا، پیغمبر کی زبان پر وہی کلمات جاری ہوں گے جو وحی الٰہی ہوں گے، الفاظ خدا کے ہوں یا محبوب خدا کے۔

وما ینطق عن الھوی إن ھو الا وحی یوحی.

حاضرین مجلس! ڈنکے کی چوٹ، کلام ازلی میں یہ اعلان اس لیے کیا گیا، کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو یہ پیغام مل جائے کہ الفاظ قرآن اگر دل ہیں تو حدیث شہ رگ، قرآن اگر سورج ہے تو حدیث اس سے ضیاء حاصل کرنے والا چاند، قرآن اگر درخت ہے تو حدیث اس کی شاخیں، قرآن اگر شاخ ہے تو حدیث اس کی پتیاں، قرآن اگر پتی ہے تو حدیث اس کی کلیاں، قرآن اگر کلی ہے تو حدیث اس کے پھول، قرآن اگر پھول ہے تو حدیث اس کی پنکھڑیاں، قرآن اگر پنکھڑی ہے تو حدیث اس سے بکھرنے والی خوشبو، اسی لیے قرآن کی حفاظت کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کی حفاظت پر بھی بھرپور توجہ دی گئی۔

نبی اکرم ﷺ کے دعائیہ کلمات **نضر اللّٰہ امرءا سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ** (سنن ابو داؤد حدیث/۳۱۷۵) اور فرمان نبوی **فلیبلغ الشاھد الغائب** (بخاری شریف حدیث/۱۶۲۳) کو مدنظر رکھتے ہوئے، حامیان اسلام اور عاشقان نبوت نے، شروع سے ہی زبان نبوت سے جھڑنے والے موتیوں کو پرونے میں، کافی عرق ریزی سے کام لیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد زریں تک امام رازیؒ کے بیان کے مطابق حدیثوں کا ایک عظیم ذخیرہ جمع ہوگیا، (محدثین عظام اوران کے کارنامے ص/۴۲)

دریائے علم نبوت کے شناورو! تدوین وجمع حدیث کا یہ مبارک سلسلہ چل ہی رہا تھا کہ مرکز علم وفن کوفہ میں ثابت بن زوطی کے گھر ۸۰ھ میں ایک بچے کی پیدائش ہوئی، جس کا نام نامی اسم گرامی تو نعمان رکھا گیا؛ لیکن دنیا اسے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نام سے جانتی ہے، خیر القرون میں آنکھیں کھولنے والی اور علمی ماحول میں پرورش پانے والی اس عبقری شخصیت نے جہاں علم ادب وعلم انساب کو موضوع

بحث بنایا، وہیں علم کلام اور حدیث وفقہ میں بھی مہارت تامہ حاصل کی، چنانچہ علامہ زاہد بن حسن الکوثریؒ، تانیب الخطیب ص/ ۲۵۶ پر لکھتے ہیں: **کان أبو حنیفة من کبار حفاظ الحدیث وأعیانهم.** صدر الأئمہ علامہ موفق بن احمد المکی، امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شوق طلب حدیث کو بیان کرتے ہوئے **مناقب الامام الاعظم أبی حنیفةؒ** ج/۱ ص/ ۸۳ پر لکھتے ہیں: **قدم الکوفة محدث فقال أبو حنیفة لأصحابه، أنظروا هل عنده شئ من الحدیث لیس عندنا،** آپؒ کے اشتغال علمی کو سراہتے ہوئے حافظ سمعانیؒ لکھتے ہیں، جیسا کہ امام اعظم اور علم حدیث ص/ ۱۳۸ پر درج ہے: **اشتغل بطلب العلم وبالغ فیه حتی حصل له ما لم یحصل لغیره.** اسی کتاب مذکور کے ص/ ۱۳۹ پر امام جرح وتعدیل یحیی بن سعید قطانؒ کا قول ان الفاظ میں موجود ہے: **إنه والله لأعلم هذه الأمة بما جاء عن الله ورسوله.**

لیکن افسوس صد افسوس! کہ ان تاریخی ثبوت وشواہد کے باوجود عصر حاضر کے کچھ کور چشموں اور کج فہموں نے آپ کو علم حدیث سے نابلد قرار دیا، کبھی تو آپ کو تین حدیثوں کا حافظ قرار دیا، تو کبھی احسان کر کے یہ تعداد سترہ تک پہنچا دی گئی، ان نادانوں سے صرف اتنا عرض ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

علم حدیث کے متوالو! یہ تو تھی علم حدیث میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی مہارت کی دستاویز اور کمال فنی کی شہادت؛ لیکن وہ تاریخی اور امتیازی کارنامہ جس نے امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظم بنایا، وہ حدیث میں آپ کی اہم ترین تصنیف ''کتاب الآثار'' ہے آپ کے عہد مبارک میں احادیث مبارکہ کا ایک عظیم ذخیرہ غیر مرتب شکل میں موجود تھا، آپ نے سب س پہلے اس کتاب میں فقہی ترتیب کے مطابق احادیث کو

مرتب کر کے وہ امتیازی وانفرادی کارنامہ انجام دیا ہے جسے تاریخ نے سنہرے حروف میں درج کیا ہے، چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطیؒ ''**تبییض الصحیفة فی مناقب الامام أبی حنیفة** ص/ ۳۰ پر لکھتے ہیں ''**من مناقب أبی حنیفة التی انفرد بها أنه أول من دوّن علم الشریعة ورتبه أبواباً**''

اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ص/ ۳۱ پر لکھتے ہیں **لما رآی أبو حنیفة العلم منتشرا وخاف علیه الضیاع دوّنه فجعله أبوابا، وهو أول من وضع کتاب الفروض وکتاب الشروط.**

سامعین ذی وقار! آپ کا یہ نرالا طرز وانوکھا انداز اتنا مقبول ہوا کہ امام دار الہجرۃ مالک بن انسؒ جیسے جلیل القدر محدث نے بھی مؤطا کی ترتیب میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نقش قدم کی اتباع کی، وہی حافظ جلال الدین سیوطی شافعیؒ کتاب مذکور کے صفحہ/ ۳۱ پر لکھتے ہیں ''**ثم تابعه مالک ابن أنس فی ترتیب المؤطا ثم** بخاریؒ وامام مسلم جیسے جلیل القدر محدثین نے بھی اسی طرز کی تقلید کی اور ترتیب کا یہ سبق مؤطا ہی سے حاصل کیا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ''عجالۂ نافعہ ص/ ۵ پر رقم طراز ہیں ''صحیح بخاری وصحیح مسلم ہر چند در بست وکثرت احادیث دہ چند مؤطا باشند لیکن طریقہ روایت حدیث وتمیز رجال ورواۃ اعتبار واستناد از مؤطا آموختہ''

حاضرین مجلس! آپؒ کے اسی امتیازی کارنامے پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے صدر الائمہ موفق بن احمد المکی ''**مناقب الامام الاعظم أبی حنیفة** ج/ ۲ ص/ ۳۶ پر لکھتے ہیں ''**أبو حنیفة أول من دوّن علم هذه الشریعة..........** **فجعله أبواباً مبوباً، وکتبا مرتبة ثم جاء الائمة من بعده فاقتبسوا من علمه واقتدوا به وفرعوا کتبهم علی کتبه.**

سامعین ذی وقار! یہ وہ چند تاریخی حقائق وشواہد ہیں جن سے روز روشن کی

طرح یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ نعمان بن ثابتؒ صرف ایک متکلم یا فقیہ کا نام نہیں ؛ بلکہ ایک ایسے جلیل القدر اور عظیم محدث کا نام ہے جس کی اتباع وتقلید دنیا کے سارے محدثین کرتے چلے آرہے ہیں اور انشاءاللہ تا قیامت کرتے رہیں گے۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تعصب وتنگ نظری سے ہماری حفاظت فرمائے، امام اعظم ابوحنیفہؒ کو کروٹ کروٹ سکون واطمینان نصیب فرمائے، اورہمیں بھی علوم دینیہ کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین   وما علینا الا البلاغ

دیکھو کتاب اللہ سے غفلت نہ کرنا جب تک تم اس کی پیروی کرتے رہوگے گمراہ نہ ہوگے، دیکھو مہاجرینؓ کے اعزاز واکرام میں کوتاہی نہ کرنا تم میں مسلمان تو بہت ہوں گے مگر مہاجرینؓ اب کہاں؟

انصار کا لحاظ بھی رکھنا، وہ اسلام کے ملجا وماویٰ ہیں، اور بدوؤں کا خیال رکھنا، وہ تمہاری اصل ہیں، اور ذمی کافروں سے جو معاہدہ ہوجائے اس پر قائم رہنا۔

زنا کی کثرت سے زمین میں زلزلہ آجاتا ہے اور حکام کے ظلم سے قحط پڑجاتا ہے

جو شخص چاہتا ہے کہ میری زندگی کامیابی میں گذرے اس کو چاہیے کہ اپنے باپ کے بعد اس کے دوستوں سے نیک سلوک کرے

علماء کی مجلسوں سے علاحدہ نہ رہا کرو، خدانے روئے زمین پر علماء کی مجالس سے زیادہ بزرگ کوئی مقام نہیں پیدا کیا

(حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ......سیرت خلفاء راشدین ص۱۳۴/۱۳۵)

☆☆☆☆☆

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
khan\Deskto 010\A001.TIF not found.

ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم باللتي هي أحسن. (سورة النحل آيت/١٢٥)

حضرت حجۃ الاسلامؒ بحیثیت مناظرِ اسلام

دین ودانش کا مرقع، آدمی کے روپ میں
اس طرح اٹھا حرم کی پاسبانی کے لیے
جیسے آغاز سحر میں طائرانِ خوشنوا
چہچہاتے ہیں صبا کی ہم زبانی کے لیے
(شورش کاشمیری)

اسلام کی حقانیت کو بیان کرنے کے بعد حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ نے پنڈت جی کے اعتراضات کو سامنے رکھ کر انتصار الاسلام اور قبلہ نما جیسی کتابیں تصنیف کیں جن میں قبلہ کی حیثیت، قدرت کی حقیقت، وجود شیطنت، نسخ احکام کی مصلحت، عقیدۂ تناسخ کے بطلان، تعدد ازدواج کی ضرورت، ثبوت عفو ومغفرت، اکل لحم کی حلت، جنتی نعمتوں کی وضاحت، تدفین کی مصلحت، اور وقوع قیامت کے بارے میں تحقیقی والزامی جواب دے کر اور اسلامی تعلیمات کے اسرار وحکم کو بیان کر کے یہ ثابت کر دیا

ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضرت حجۃ الاسلامؒ بحیثیت مناظرِ اسلام

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی الہ واصحابہ اجمعین أما بعد: فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید: ادع إلی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم باللتی ھی أحسن. (سورۃ النحل آیت/۱۲۵)

شافع کون ومکاں کی راہ دکھلاتا رہا
گمرہان شرک کو توحید سکھلاتا رہا
پرچم اسلام ابر درفشاں کی روپ میں
بت کدوں کی چار دیواری پہ لہراتا رہا
اس کے سینے میں خدا کا آخری پیغام تھا
وہ خدا کی سرزمیں پر حجت اسلام تھا

(کلیات شورش کاشمیری ص/۴۷۷)

شفقت ومحبت کے پیکر مجسم حضرت صدر محترم، اساتذۂ کرام اور حاضرین مجلس! تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب جب گلشن اسلام کو اجاڑنے کی کوشش کی گئی، تو کوئی نہ کوئی گل چیں، اس کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو کر میدان میں آ گیا، جب بھی قلعۂ اسلام پر حملہ ہوا، تو کسی نہ کسی مرد مجاہد نے جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر اس کی حفاظت کی، جب بھی اسلامی تعلیمات پر دریدہ دہن انسانوں نے زبانیں کھولیں، تو کسی نہ کسی مرد قلندر نے دنداں شکن جواب دے کر منھ پر تالے لگا دے، جب بھی غیروں یا اپنوں کی طرف سے اسلام کے چمکتے دمکتے چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی، تو اس کو سجانے وسنوارنے کے لئے حامیان اسلام اور عاشقان نبوت کی ایک جماعت حق گوئی وبے باکی کا علم لہراتے ہوئے نمودار ہوئی۔

الغرض! حامیان شریعت اور عاشقان نبوت ہر دور میں اسلامی دیئے کو اپنے خون جگر سے روشن کرتے رہے۔

کچھ نہ کچھ اہل جنوں ہر دور میں باقی رہے
اک اگر لٹتا رہا اک کارواں بنتا رہا

سامعین ذی وقار! انیسویں صدی عیسوی میں انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد جب مسلمانوں کی مادی طاقت کوسلب کرنے کے بعد، ان کی روحانی قوت پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے پادریوں کا لشکر جرار سرزمین ہند پر اتار دیا گیا تھا، جگہ جگہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی تحقیر وتوہین کی جارہی تھی، مذہب عیسائیت کی تبلیغ سے زیادہ، مذہب اسلام کے عقائد واعمال پر نہ صرف تنقید؛ بلکہ باقاعدہ "ھل من مبارز" کا نعرہ بلند کیا جارہا تھا، یہی نہیں؛ بلکہ وہ ہندوقوم، جن کو مسلمانوں نے اپنے ایک ہزار سالہ دور اقتدار میں احترام مذہب کا درس دیا، ان کے مذہب کی توہین تو کجا، ان کو پوری مذہبی آزادی دی، وہ بھی مذہب اسلام پر انگلی اٹھانے لگے، تو ایسے نازک دور میں خداوند قدوس نے ملت اسلامیہ ہند کی اشک شوئی کے لئے سیدنا الامام الکبیر، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نوراللہ مرقدہ کو کھڑا کر دیا، حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اس قسم کے بازاری غل غپاڑے سے نفرت کے باوجود، فقط حمیت دینی، غیرت اسلامی اور عشق نبوی کی وجہ سے، اپنے جدامجد صدیق اکبرؓ کی زبان میں یہ کہتے ہوئے میدان میں آگئے "أینقص الدین وأنا حی" اور میدان عمل میں قدم رکھنے کے بعد سب سے پہلے پادری تاراچند کی خبر لی، حجۃ الاسلامؒ کی تواضع وانکساری اور اس تاریخی مناظرہ کی اجمالی تاریخ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اپنے البیلے انداز میں سوانح قاسمی ج۲/ص۳۵۸/۳۵۹ پر لکھتے ہیں:

"تاراچند سامنے آیا اور رٹے رٹائے اعتراضات کی فہرست سنانے لگا،

جواب دینے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے ایک ایسا آدمی کھڑا ہوا، جو شکل وصورت سے مولوی بھی معلوم نہ ہوتا تھا اور نہ پادریوں سے بحث ومباحثہ کرتے ہوئے دلی والوں نے کبھی اس کو دیکھا تھا، خود پادری تاراچند کے لئے اس کی شخصیت اجنبی تھی، جوابی تقریر جس وقت ختم ہوئی جیسا کہ چاہیے تھا مجلس پر سناٹا چھایا ہوا تھا" جس اجنبی نے تاراچند کو دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا، دنیا اس کو بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے نام سے جانتی ہے۔

سامعین ذی وقار! یہ تو دہلی میں منعقد ہونے والی ایک مجلس کی مختصر روداد تھی، حضرت نانوتویؒ کی شان مناظرانہ دیکھنا ہے تو اٹھاؤ میلہ خداشناسی کی روداد اور دیکھو مباحثہ شاہ جہاں پور کی داستان، جس کا ورق ورق آپ کی قادر الکلامی، حاضر جوابی، فنی گرفت کی شہادت دے رہا ہے، تحقیق مذاہب کے نام پر منعقد ہونے والے اس میلے میں تواضع وانکساری کا یہ پیکر مجسم، بحر معرفت میں ڈوبا ہوا یہ عارف باللہ، عشق محمدی سے سرشار یہ عاشق رسول سوانح قاسمی ج۲/ص۴۲۶ کے مطابق بغیر نمود ونمائش، پرچار واشتہار اسی معمولی کرتے اور معمولی نیلی لنگی میں ترجمان اسلام بن کر اسٹیج پر جلوہ افروز ہوا جو بعد میں "تاریخی نیلی لنگی" بن گئی۔

حامیان اسلام! عبا وقبا والوں کے بیچ، اس دبلے پتلے، فقیرانہ لباس میں ملبوس، اس بندے کو دیکھ کر ظاہر پرستوں نے قیاس آرائیاں شروع کر دیں، کہنے والوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ میاں کیا کریں گے؛ لیکن چشم فلک نے دیکھا جب مناظرہ کا بازار گرم ہوا تو غیرت دینی اور حمیت اسلامی کے اس پیکر نے عیسائیوں کے دانت کھٹے کر دیئے، پنڈتوں کو دن میں تارے نظر آنے لگے، اسلام پر انگلی اٹھانے والے دم بخود، حواس باختہ ہوگئے، اس مناظرہ کی پوری روداد کو اس مختصر سے وقت میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں؛ بلکہ ناممکن ہے، تاہم "مالا یدرک کلہ

لایترک کلہ“ کے تحت ”مشتے نمونہ ازخروارے“ کے طور پر تحریف انجیل، مسئلہ تقدیر اور عقیدہ تثلیث جیسے موضوع پر بحث کی صحیح منظر کشی کی جارہی ہے جس سے آپ کی حاضر جوابی، باریک بینی اور قادرالکلامی کا اندازہ ہوتا ہے۔

مباحثۂ شاہ جہاں پور ص/۴۲ پر ہے کہ امام فن مناظرہ مولوی ابوالمنصور دہلوی کی طرف سے، انجیل میں تحریف کو ثابت کرنے کے لئے پیش کردہ ایک الحاقی فقرہ کی جب پادری نولس نے کافی ردوقدح کے بعد تصدیق کی کہ یہ الحاقی فقرہ ہے تو حجۃ الاسلام نے موقع کو غنیمت سمجھ کر کھڑے ہوکر فرمایا پادری صاحب!

”اگر ایک پیالہ پانی میں، ایک قطرہ پیشاب گر جائے تو وہ ایک قطرہ سارے پانی کو ناپاک کر دیتا ہے“ جب پادریوں نے اس مثال پر شور مچایا تو امام فصاحت و بلاغت کی زبان یوں گویا ہوئی! ”اگر کوئی شخص حسن میں لاثانی ہو، جمال میں یوسف ثانی ہو، مگر اس کی ایک آنکھ کانی ہو تو یہ عیب ساری خوبیوں کو خراب کر دے گا“ آپ نے سلسلۂ بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

کسی وثیقہ یا دستاویز میں ایک جگہ کا مخدوش ہونا، تمام وثیقے اور دستاویز کو مخدوش بنادے گا، پھر یہ عجیب تماشہ ہے کہ دنیاوی مقدمات میں تو ایسی دستاویز قابل اعتماد نہ رہے اور دینی مقدمات میں ایسی مخدوش دستاویز قابل اعتماد ہو جائے“ اس طرح بھرے مجمع میں حضرت نانوتویؒ نے پادریوں کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا اور ایسا ذلیل و رسوا کیا کہ اگر ان کے اندر غیرت ہو تو منھ نہ دکھائیں۔

حاضرین بزم! اسی طرح تثلیث فی التوحید کو ثابت کرنے کے لئے جب نولس نے یہ مضحکہ خیز دلیل بیان کی کہ ”دیکھو درخت ایک ہے، پر اس میں جڑ بھی ہے، شاخیں بھی ہیں، پتے بھی ہیں، مباحثۂ شاہ جہاں پور ص/۳۲ کے مطابق حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے اس استدلال پر الزام قائم کرتے ہوئے

فرمایا ”تثلیث ہی کیا؟ مثالوں ہی پر بات ٹھہری تو درخت ہی میں ہزاروں شاخیں، ہزاروں پتے، ہزاروں پھول، اور پھر ہر شاخ و برگ اور پھل پھول میں کس قدر رگیں اور رنگیں ہیں، تو پھر پادری صاحب نے تثلیث ہی پر کیوں قناعت فرمائی، تربیع، تخمیس، بلکہ تسدیس، تسبیع و تثمین بلکہ تالیف وغیرہ بھی ثابت مانیں“

نیز جب ایک پادری نے اس کے برعکس توحید فی التثلیث کو ثابت کرتے ہوئے کہا کہ ”حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت ایسی ہے، جیسے لوہے کو آگ میں ڈالتے ہیں تو لوہا بھی آگ بن جاتا ہے“ اس پر حضرت نانوتویؒ نے تعریض کرتے ہوئے فرمایا کہ ”پادری صاحب کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ایک ہے متعدد نہیں، حضرت عیسیٰؑ بندہ ہیں خدا نہیں؛ کیوں کہ لوہا دیکھنے میں ظاہر پرستوں کو ہم رنگ آتش نظر آتا ہے، پر حقیقت میں لوہا اس وقت بھی لوہا ہی رہتا ہے آگ نہیں ہو جاتا ہے“

مولانا اسیر ادروی دامت برکاتہم، مولانا قاسم نانوتویؒ حیات اور کارنامے ص/۱۹۶ پر اس کو نقل کر کے لکھتے ہیں! حضرت نانوتویؒ کا جواب ایسا برمحل اور آپ کی گرفت اتنی بھرپور تھی کہ پادری کے ہوش اڑ گئے، اپنے تو خیر اپنے، غیر بھی حضرت نانوتویؒ کی فنی مہارت اور علمی کمال کے قائل ہو گئے“ آج بھی غیروں کے تأثرات کو سوانح قاسمی ج/۲ ص/۴۶۳ مجموعہ ہفت رسائل ص/۴۲۱ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ ان اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے سوانح قاسمی ج/۲ ص/۴۶۳ پر لکھتے ہیں:

کہنے والوں نے یہاں تک کہا ”کوئی اوتار ہوں تو ہوں“ خود یورپین نژاد پادری اسکاٹ نے کہا ”یہ مولوی نہیں صوفی مولوی ہیں“ اس میلہ میں شریک لیکھ راج نے مولانا ذوالفقار علیؒ سے کہا تھا ”ان کے دل پر تو علم کی سرسوتی بول رہی تھی“

دردمندان ملت! شاہ جہاں پور کا یہ قصہ تو شاہ جہاں پور ہی میں ختم ہو گیا،

حکمت قاسمیہ اور معارف قاسمیہ کی وجہ سے، اہل اسلام کا سر فخر سے بلند ہو گیا، مگر افسوس نور وظلمت کے فطری تصادم کی وجہ سے پنڈت دیانند سرسوتی جو میلے میں ایک سنسکرت تقریر کے سوا کچھ نہ بول سکا تھا، جس نے ۱۸۷۵ء میں ستیارتھ پرکاش جیسی کتاب لکھ کر ایک نئی بحث کو جنم دیا تھا، اب اسی دیانند نے ۱۸۷۸ء میں رڑکی کے اندر اسلام اور پیغمبر اسلام پر برملا تنقید کرنا شروع کر دیا اور جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو بالآخر دیانند سرسوتی کی خبر لینے کے لئے حمیت دینی، غیرت اسلامی، اور عشق رسول ﷺ کے اس پیکر مجسم نے شدت ضعف کے باوجود رخت سفر باندھا وہی پنڈت جی جو میدان خالی دیکھ کر خوب گرما رہے تھے، اپنی قابلیت پر نازاں وفرحاں تھے، آج شیر خدا جب اپنی کچھار سے نکل کر میدان میں آیا تو ہوش اڑ گئے، مناظرہ تو کجا میدان مناظرہ میں آنا بھی گوارا نہ کیا۔

حاضرین مجلس! جب مناظرہ کی صورت نہ بن سکی، تو پھر مجمع عام میں نانوتوی علوم ومعارف کا دریا بہنے لگا، تین دن تک سر بازار وعظ کا سلسلہ چلتا رہا، حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ حجۃ الاسلام ص/۷ پر لکھتے ہیں

''مسلمان وہندو، عیسائی ہر قسم کے لوگوں کا ہجوم رہتا تھا، مولانا نے وہ دلائل، مذہب اسلام کے حق ہونے کے بیان فرمائے کہ سب حیران تھے، اہل جلسہ پر سکتہ کا عالم تھا، ہر شخص متأثر معلوم ہوتا تھا، توحید ورسالت کے بیان میں وہ سماں بندھا تھا کہ بیان سے باہر ہے، جس نے سنا ہوگا وہی جانتا ہوگا''

اسلام کی حقانیت کو بیان کرنے کے بعد حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ نے پنڈت جی کے اعتراضات کو سامنے رکھ کر انتصار الاسلام اور قبلہ نما جیسی کتابیں تصنیف کیں جن میں قبلہ کی حیثیت، قدرت کی حقیقت، وجود شیطنت، نسخ احکام کی مصلحت، عقیدۂ تناسخ کے بطلان، تعدد ازدواج کی ضرورت، ثبوت عفو ومغفرت،

اکل لحم کی حلت، جنتی نعمتوں کی وضاحت، تدفین کی مصلحت، اور وقوع قیامت کے بارے میں تحقیقی والزامی جواب دے کر اور اسلامی تعلیمات کے اسرار وحکم کو بیان کر کے یہ ثابت کر دیا ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مے خانۂ قاسمی کے رندو! بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی، قصہ ابھی تمام نہیں ہوا، سوانح قاسمی ج۲/ص/۵۱۳ پر درج ہے کہ

پھر پنڈت جی کہیں پھر پھرا کے میرٹھ پہنچے، اور وہاں بھی ان کے وہی دعوے تھے، حضرت نانوتویؒ میں ہر چند کہ مرض اور ضعف کے سبب قوت نہ تھی، مگر ہمت کر کے میرٹھ پہنچے اور حسب دستور براہ راست مکالمہ اور گفتگو کے لئے جو کچھ کر سکتے تھے کرتے رہے؛ لیکن پنڈت جی وہاں سے حیلہ اور بہانہ کر کے کافور ہو گئے''

مجموعۂ ہفت رسائل کے دوسرے رسالہ جواب ترکی بہ ترکی کے ص/۲۸۸ پر ہے کہ

''مولوی محمد قاسم نے پنڈت جی کو بھگا کر میرٹھ سے کہیں سے کہیں پہونچا دیا''

الغرض! جہاں بھی، جب بھی باطل نے اسلام کے خلاف محاذ آرائی کی، حجۃ الاسلامؒ نے قدم آگے بڑھا کر اس کی سرکوبی کی، الامام محمد قاسمؒ ص/۲۱ پر مولانا نظام الدین صاحبؒ لکھتے ہیں ''اگر انگریز، پادریوں اور ہندوؤں کا سہارا لے کر، جگہ جگہ اجتماعات کروا کر، مسلمانوں کے عقیدے پر قدغن لگا رہے تھے، تو حضرت نانوتویؒ نے آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کیا، شدھی وسنگھٹن تحریک اور فتنۂ ارتداد نے سر ابھارا تو اس کی سرکوبی کی، حجۃ الاسلام حیات اور کارنامے ص/۲۷۵ پر ہے کہ میرٹھ میں ایک مجتہد شیعہ نواب محمد علی خاں سے مباحثہ ہوا، آپ نے اس کے چھکے چھڑا دیئے، تعزیہ داری کا خاتمہ کیا، نیز آپ نے اسلامی علوم کی اشاعت، فرقۂ باطلہ کی تردید اور فتنۂ آریہ سماج کی سرکوبی کے لئے آب حیات، تقریر دلپذیر، حجۃ الاسلام،

انتصار الاسلام، توثیق الکلام، ہدیۃ الشیعہ جیسی قیمتی کتابیں لکھ کر امت محمدیہ کی گود میں ڈال دیں، شورش کاشمیری نے کیا خوب کہا ہے۔

دین ودانش کا مرقع، آدمی کے روپ میں
اس طرح اٹھا حرم کی پاسبانی کے لیے
جیسے آغاز سحر میں طائرانِ خوشنوا
چہچہاتے ہیں صبا کی ہم زبانی کے لیے

(شورش کاشمیری)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی اسلاف واکابر کے نقش قدم پر چلا کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وما علینا الا البلاغ

بندگی اس کو کہتے ہیں کہ احکام الٰہی کی حفاظت کرے جو عہد کسی سے کرے اس کو پورا کرے اور جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہے اور جو نہ ملے اس پر صبر کرے

دنیا کی فکر کرنے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کے ساتھ تجارت کرو تو بہت نفع ہوگا

متقی کی علامت یہ ہے کہ اور سب لوگوں کو سمجھے کی نجات پا جائیں گے اور اپنے آپ کو سمجھے کہ وہ ہلاک ہوگیا۔

دنیا جس کے لیے قید خانہ ہو قبر اس کے لیے باعث راحت ہوگی۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ............سیرت خلفاء راشدین ص/۱۷۶)

☆☆☆☆☆

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
khan\Deskt 010\A019.TIF no found.

إنما يخشى الله من عباده العلماء. (سورة الفاطر آیت/۲۸)

حضرت شیخ الہندؒ کا انداز تعلیم وتربیت

دعوت وارشاد کی تجدید کے داعی تو ہیں
وائے ناکامی کہ محمود الحسنؒ کوئی نہیں
(شورش کاشمیری)

ایک موقع پر کسی نے آپ سے سوال کیا، کہ حضرت اس تبحر علمی کے باوجود، آپ تالیف وتصنیف کا مشغلہ کیوں نہیں اختیار فرماتے، آپ نے جو جواب دیا وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے آپ نے فرمایا ’’کتابیں لکھنے والے بہت ہیں، آدمی بنانے والے نہیں اور میں آدمی بنانا چاہتا ہوں‘‘

حضرت شیخ الہندؒ کا انداز تعلیم وتربیت

نحمده ونصلي على رسوله الكريم: أما بعد: فقد قال الله تبارك وتعالىٰ في القرآن المجيد: إنما يخشى الله من عباده العلماء. (سورة الفاطر آیت/۲۸) وقال النبي ﷺ خيركم من تعلم القرآن وعلمه (بخاری شریف حدیث/ ۴۶۳۹) او كما قال عليه الصلوة والسلام:

ہم زباں کوئی نہیں، اور ہم سخن کوئی نہیں
رات گہری ہے، چراغ انجمن کوئی نہیں
دعوت وارشاد کی تجدید کے داعی تو ہیں
وائے ناکامی کہ محمود الحسنؒ کوئی نہیں

(شورش کاشمیری)

مؤقر علماء کرام اور حاضرین جلسہ! یوں تو آفتاب دارالعلوم سے ضیاء حاصل کرنے والے تمام تابندہ ستارے اوراس مے خانۂ علم وفن سے مے نوشی کے آداب سیکھنے والے تمام رندان ہدی اپنی مثال آپ ہیں، لیکن حضرت شیخ الہندؒ کی شخصیت ایک ہمہ گیر شخصیت تھی، آپ کی ذات مرجع الخلائق اور......ع ’’در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق‘‘ کی مکمل مصداق تھی، کیوں کہ آپ اگرایک طرف درس وتدریس کے شہ سوار تھے، تو دوسری طرف رجال سازی کے ماہر فنکار بھی، اگر آپ بہترین مدرس تھے تو شاندار مربی بھی، اگر آپ زمانہ کے شیخ الحدیث تھے تو زمانہ کے شیخ التربیت بھی، چنانچہ آپ نے جہاں میدان سیادت وقیادت میں اپنے جھنڈے کو لہرایا، تو وہیں درس وتدریس اور تعلیم وتربیت کی ایسی شاہراہ قائم کی جس پر چل کر نا معلوم کتنے گم گشتگان راہ، راہ یاب ہو گئے؛ بلکہ راہبر بن گئے۔

حاضرین گرامی! حضرت شیخ الہندؒ نے تعلیم وتربیت کا ایسا اچھوتا انداز

اختیار کیا کہ جس سے ہر میدان میں علوم دینیہ کے ماہرین پیدا ہوئے، چاہے وہ علم تفسیر کا میدان ہو یا حدیث کا، تصوف وکلام کی سرگرمیاں ہوں یا فقہ فتاوی کی، منطق وفلسفہ کا میدان ہو یا ہیئت وریاضی کا، الغرض ہر فن کے ماہرین کو جنم دیا۔

سامعین مکرم! لیکن سوال یہ ہے کہ آخر وہ کون سا نسخۂ کیمیا تھا جس نے پتھروں کو جگمگاتا ہوا ہیرا بنا دیا، جس نے کلیوں کو مہکتا ہوا پھول بنا دیا، جس نے شبنم کو آبدار موتی بنا دیا، اس بات کی تحقیق کے لئے جب ہم کتابوں کے دریا میں غوطہ لگاتے ہیں، اس سوال کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کہیں آپ کے شاگرد خاص حضرت مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندیؒ ''حیات شیخ الہندؒ'' میں یہ جواب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ''آپ کا حلقۂ درس نہایت ہی مہذب اور شائستہ ہوتا تھا، قرآن وحدیث، اور ائمہ اربعہ کے مذاہب زبان پر ازبر، تقریر کے دوران نہ گردن کی رگیں پھولتی تھیں، نہ منہ میں کف آتا تھا اور نہ ہی مغلق الفاظ سے تقریر کو جامع الغموض اور بھدی بناتے تھے'' کہیں آپ کے تفقہ فی الحدیث اور دقیق النظری کا اعتراف کرتے ہوئے خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ یوں گویا ہیں، کہ ''آپ متعارض روایات کی نہایت ہی عمدہ اور دل نشیں تطبیق فرماتے اور مشکلات ومبہمات حدیث کا نہایت ہی عمدہ حل پیش فرماتے تھے'' آپ کے طرز استدلال کی خوبیاں نمایاں کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ ''تذکرہ شیخ الہندؒ'' میں تحریر فرماتے ہیں، کہ ''ہر مسئلے کا استدلال قرآن سے، پھر حدیث سے، پھر آثار صحابہؓ سے ہوا کرتا تھا'' آپ کی تطبیق اور جمع بین الاقوال والاحادیث پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندیؒ ''حیات شیخ الہندؒ'' میں لکھتے ہیں کہ ''آپ کا طریقۂ درس اور جمع الاقوال والاحادیث وہی تھا جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا تھا۔

محترم حضرات! حضرت شیخ الہندؒ کی یہ کاوش، صرف تعلیم تک محدود نہ تھی ؛ بلکہ آپ نے تربیت کے لئے بھی اسوۂ نبوی ﷺ کو اختیار کیا، چنانچہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو طلب علم اور تفقہ فی الدین پر منحصر نہ کرتے ہوئے، ان کی تربیت اور تزکیہ کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی، اسی طرح حضرت شیخ الہندؒ نے بھی اپنے متوسلین اور متعلقین کی طرف خصوصی توجہ فرما کر، ان کے ذہن میں فنا فی اللہ کے تصور کو راسخ کر دیا تھا، مکاتیب شیخ الہندؒ کی ورق گردانی کر ڈالئے، سارے مکاتیب پند ونصائح سے لبریز، متعلقین کو مشکلات پر صبر، رضاء الٰہی اور توکل علی اللہ کی تلقین سے پر ملیں گے۔

معزز حاضرین! وہیں پر حضرت شیخ الہندؒ کا انداز تربیت بھی بالکل نرالا تھا، اس لئے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں لوگوں کو آدمی بنانا چاہتا ہوں، ایک موقع پر کسی نے آپ سے سوال کیا، کہ حضرت اس تبحر علمی کے باوجود، آپ تالیف وتصنیف کا مشغلہ کیوں نہیں اختیار فرماتے، آپ نے جو جواب دیا وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے آپ نے فرمایا ''کتابیں لکھنے والے بہت ہیں، آدمی بنانے والے نہیں اور میں آدمی بنانا چاہتا ہوں'' اسی پر بس نہیں، اگر آپ ان کے مخصوص انداز تربیت کو دیکھنا چاہتے ہیں، تو ان کے شاگردوں پر طائرانہ نظر ڈالئے، چنانچہ اگر آپ تفسیر میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ، علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اور حضرت تھانویؒ کو دیکھئے، اگر حدیث میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، فخر المحدثین مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادیؒ کو دیکھئے، اگر آپ فقہ وفتاوی میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کو دیکھئے، اگر آپ تصوف وسلوک میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو حکیم الامت مولانا

اشرف علی صاحب تھانویؒ کو دیکھئے، اگر آپ عربی زبان وادب میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو شیخ الادب مولانا اعزازعلی صاحب امروہویؒ کو دیکھئے، اگر آپ منطق وفلسفہ میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاویؒ کو دیکھئے، اگر آپ میدان سیاست میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کو دیکھئے، اگر آپ حسن انتظام میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کو دیکھئے، اگر آپ دعوت تبلیغ میں نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کو دیکھئے! الغرض!

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن

ملت اسلامیہ کے پاسبانو! اس مرد مجاہد کے قلب ودماغ میں جہاں ایک طرف اسلامی ہمدردی، انسانی غیرت اور مذہبی حمیت تھی، وہیں دوسری طرف قومی خدمات کے جذبات بھی کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے، اس لئے اس مفکر قوم وملت نے میدان سیاست میں قدم رکھا، پھر نوجوانوں کی سیاسی تعلیم وتربیت کے لئے جہاں ۱۸۷۸ء میں ثمرۃ التربیت کے نام سے ایک انجمن قائم کی، وہیں ۱۹۰۹ء میں جمعیۃ الانصار کے نام سے ایک بزم بھی آراستہ کی، اور حضرت ہی کے ایماء واشارے سے حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے اس کام کے مرکز کو دیوبند سے دلی منتقل کر کے ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' قائم کی۔

الغرض! علم وفن، اصلاح وتربیت کے ہر میدان میں حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے پیچھے ایسے نقوش اور نمونے چھوڑے ہیں کہ تاریخ انہیں کبھی بھلا نہیں سکتی ہے

بھلا سکیں گے نہ اہل زمانہ صدیوں تک
مری وفا مرے عشق وجنوں کے پیمانے

وما علینا الا البلاغ

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
sers\khan\Desktop\Ir 2010\A025.tif not found.

وجاهدوا فی الله حق جهاده، (سورة الحج آیت۷۸)

حضرت شیخ الہندؒ اور تحریک آزادی

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا؟
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
(کلیات اقبال ص ۲۲۱/۲۲۲)

زیادہ دن نہیں گزرے یہاں کچھ لوگ رہتے تھے
جو دل محسوس کرتا تھا، علی الاعلان کہتے تھے
گریباں چاک دیوانوں میں ہوتا تھا شماران کا
قضا سے کھیلتے تھے، وقت کے الزام سہتے تھے

لپکتی تھیں ہزاروں بجلیاں ان کے نشیمن پر!
چٹانوں کی جبیں پہ نقش تھا جاہ وجلال ان کا
ابوذرؓ کی روایاتِ درخشاں ان کا محور تھیں
حسین ابنِ علیؓ کی پیروی ہی تھا کمال ان کا

مگر اب گردشِ دوراں کے ہاتھوں خاک اڑتی ہے
اور ان کی بادیہ پیمائیاں ماضی کا قصہ ہیں
اب ان کی چاک دامانی پہ استبداد ہنستا ہے
اور ان کے نام لیوا ہر نئے ظالم کا حصہ ہیں

(گفتنی ونا گفتنی ص/۱۴۲/۱۴۳)

حضرت شیخ الہندؒ اور تحریک آزادی

الحمدللّٰہ العلی العظیم، وأصلي واسلّم علی رسوله الکریم، وعلی آله وصحبه أجمعین. أما بعد: فقال اللّٰه تعالی فی القرآن المجید: وجاهدوا فی الله حق جهاده، (سورة الحج آیت/۷۸)

گردش دوراں کی سنگینی سے ٹکراتا رہا
مالٹا میں نغمۂ مہرو وفا گاتا رہا
فقرو استغناء کی تصویر کہن کا ہمہمہ
اس کی جدوجہد کا عنوان کہلاتا رہا
حادثوں کی جاں گسل موجوں سے ہوکر بے نیاز
نقشۂ قربانی وایثار دکھلاتا رہا
واقعہ یہ ہے کہ شمع عشق کا پروانہ تھا
خواجہ کون ومکاں کے نام کا دیوانہ تھا

(کلیات شورش کاشمیری ص/۷۷۵)

حضرات گرامی! انیسویں صدی عیسوی میں، جب انسانیت ہر طرف سے رگیدی جارہی تھی، پرچم اسلام سرنگوں ہورہا تھا، باطل کی لہریں حرم کی دیواروں سے ٹکرارہی تھیں، کفر اسلام کے مقابلہ میں **"هل من مبارز"** کا نعرہ لگا رہا تھا، تو ۱۲۶۸ھ میں جنم لینے والا، اخلاص کے تاج محل میں سب سے پہلے زانوئے تلمذ تہ کرنے والا، فرزند ذوالفقار، حجۃ الاسلامؒ کا شاگرد رشید فرمان خدا **"وجاهدوا فی الله حق جهاده"** اور ارشاد رسول **"من مات ولم یغز ولم یحدث به نفسه مات علی شعبة من نفاق"** (مسلم شریف حدیث/۸۵۳۳) کو سامنے رکھ کر فرنگیوں کی مبارزت پر لبیک کہتے ہوئے میدان میں کود پڑا اور

انگریزوں کے خلاف جو انقلابی تحریک حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے چلائی تھی، سید احمد شہیدؒ اور حجۃ الاسلامؒ کے بعد اس کی کمان سنبھالی۔

حاضرین مجلس! حضرت شیخ الہندؒ نے جہاں مسند درس وتدریس کی زینت بن کر سیکڑوں محدثین ومفسرین، ہزاروں فقہاء ومتکلمین، بے شمار خطباء اور واعظین کو پیدا کیا، وہیں لا تعداد سرفروشوں اور مجاہدین کو تیار کیا، تحریک شیخ الہند کے سرگرم رکن، مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہجرت کابل کے بارے میں لکھتے ہیں ”کہ کابل جا کر مجھے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الہند قدس سرہ جس جماعت کے نمائندے تھے، اس کی پچاس سالہ محنتوں کا حاصل میرے سامنے غیر منظم شکل میں تعمیل حکم کے لئے تیار ہے“
(نقش حیات ج۲؍ ص۱۴۴)

سامعین ذی وقار! ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد، بڑے بڑے علماء اور مشائخ چوں کہ ناامید ہو چکے تھے؛ اس لئے حضرت شیخ الہندؒ نے استخلاص وطن کے لئے، اپنے تلامذہ اور متوسلین کو تیار کرنا شروع کیا اور میدان عمل میں قدم رکھنے سے پہلے ہی، ان کے دلوں میں یہ بات راسخ کر دی کہ دارالعلوم فقط صرف ونحو، منطق وفلسفہ، تفسیر وحدیث اور، فقہ وفتاویٰ کا مرکز نہیں؛ بلکہ یہ ادارہ باہمت اور اولوالعزم افراد کی تیاری اور ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی وتدارک کے لئے قائم کیا گیا ہے
(تاریخ دارالعلوم ج۱؍ ص۴۴)

یہی وہ مقصد تھا، جس نے کبھی تو آپ کو باحوصلہ افراد کی تنظیم وتشکیل کے لئے ۱۸۷۸ء میں ثمرۃ التربیت نامی انجمن قائم کرنے پر مجبور کیا، تو کبھی اسی سلسلۃ الذہب کو مزید مستحکم کرنے کے لئے ۱۹۰۹ء میں جمعیۃ الانصار کی بنیاد ڈالنے پر آمادہ کیا، تو کبھی انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو قرآنی سانچے میں ڈھالنے اور دردمندان حریت کے اطمینان کے لئے ”نظارۃ المعارف القرآنیۃ“ کے نام سے ایک عظیم

تربیت گاہ کی داغ بیل ڈالنے پر تیار کیا، جن سب کا مقصد صرف اور صرف ایسے سرگرم اور جاں باز افراد کو تیار کرنا تھا جو انگریزی حکومت کا تختہ پلٹ سکیں۔

سامعین مکرم! ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کے چھڑ جانے کے بعد، حضرت شیخ الہندؒ نے، اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے اور سرحدی قبائل کو منظم کرنے کے لئے، مولانا سیف اللہ اور حاجی ترنگ زئی کو یہ پیغام بھیجا کہ ”وہ مجاہدین کی کمان سنبھال کر، انگریزوں کے خلاف میدان میں آجائیں“ (تحریک آزادی اور مسلمان ص۳۹)

اس پیغام کا بھیجنا تھا کہ عشق بلاخیز کا وہ قافلۂ سخت جاں انگریزوں سے ٹکرا گیا اور لاشوں کے ڈھیر لگا دیے؛ لیکن اسلحے کی قلت اور انگریزوں کے پروپیگنڈے کو حل کرنے کے لئے، ان مجاہدین اسلام نے اپنے محبوب قائد، شیخ الہندؒ سے تشریف آوری کی درخواست کی؛ مگر چوں کہ یہ وقت حضرت شیخ الہندؒ کے لئے بڑا نازک تھا اس لئے اس مدبر وقت نے قیادت وسیادت کے لئے، تحریک کے نوک وپلک سے واقف، مولانا عبیداللہ سندھیؒ کو روانہ کر کے، خود تحصیل مقصد کے لئے حجاز کا رخت سفر باندھا، حضرت شیخ الہندؒ اپنے مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے، کبھی تو مکۃ المکرمہ کے گورنر غالب پاشا سے ملاقات کرتے ہیں، تو کبھی مدینۃ المنورہ کے گورنر بصری پاشا کے یہاں حاضری دیتے ہیں، کبھی وزیر جنگ انور پاشا سے مسائل مہمہ پر گفتگو کرتے ہیں، تو کبھی جمال پاشا کو حالات ہند سے آگاہ کر کے تعاون کی اپیل کرتے ہیں، بالآخر آپ کی بادیہ پیمائی اور صحرانوردی رنگ لے ہی آئی، اور آپ نے بھرپور حمایت کا پروانہ اور جنگ کی پوری ترتیب لکھ کر کابل کو روانہ کر دیا؛ لیکن افسوس کہ ع

تقدیر کے پائے سنگیں کو چھو نہ سکی تدبیر

اور متعینہ وقت ۱۹ فروری ۱۹۱۷ء سے قبل ہی یہ راز فاش ہو گیا، جس کا

سبب یہ تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کے نام، مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا ریشمی رومال پر لکھا ہوا خط، انگریزوں کے ہاتھ لگ گیا۔

سامعین مکرم! اس خط کا ہاتھ لگنا تھا کہ پوری انگریزی سلطنت دہل گئی، اپنے زیر سایہ مملکت میں آفتاب کے غروب نہ ہونے پر فخر کرنے والی قوم، یہ کہنے پر مجبور ہوگئی کہ اگر اس تحریک پر عمل درآمد ہو جاتا تو ہماری حکومت کا تختہ پلٹ جاتا، بالآخر والی مکہ، شریف حسین کی غداری کی وجہ سے حضرت شیخ الہندؒ کو نومبر ۱۹۱۶ء میں گرفتار کر کے ۲۱ فروری ۱۹۱۷ء کو مالٹا کی کالی کوٹھریوں میں قید کر دیا گیا۔

ملت اسلامیہ کے جیالو! شاید آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ مرد مجاہد قید مالٹا کی وجہ سے سست پڑ گیا ہوگا، انگریزوں کے خلاف زبان کھولنے کی جرأت وہمت ختم ہوگئی ہوگی، انگریزوں سے ڈر کر ان کو چیلنج کرنا چھوڑ دیا ہوگا، نہیں نہیں ہرگز نہیں؛ بلکہ یہ مجاہد جلیل جب ۸ جون ۱۹۲۰ء کو ممبئی کے ساحل پر قدم رکھتا ہے، تو شاہ عبدالرحیم کی زبانی، انگریزی پالیسی کو سن کر، شیر ببر کی طرح دہاڑتے ہوئے، اپنے احساسات وجذبات کا اظہار یوں کرتا ہے کہ جب تک مرے جسم میں روح باقی رہے گی میں انگریزوں کے خلاف لڑتا رہوں گا ع

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

الغرض! یہی جوش وجذبہ لے کر یہ مرد مجاہد ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو عالم فانی کی طرف کوچ کر گیا، اور جاتے جاتے دنیا کو یہ پیغام دے گیا کہ

جہاں جہاں نظر آئیں تمہیں لہو کے چراغ
مسافران محبت ہمیں دعا دینا

وما علینا الا البلاغ

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A001.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.

والذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ، والذین آووّنصروا آولئکھم المومنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم

(سورہ الانفال آیۃ/۷۴)

حضرت شیخ الاسلامؒ کے مجاہدانہ کارنامے

حیف اب وقت کے غدار بھی رستم ٹھہرے
اور زنداں کے سزا وار فقط ہم ٹھہرے
(گفتنی وناگفتنی ص/۷۲)

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں

بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں
خون احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں

رہنماؤں کے لیے حکم زباں بندی تھا
جرم بے جرم کی پاداش میں تعزیریں تھیں

حیف اب وقت کے غدار بھی رستم ٹھہرے
اور زنداں کے سزا وار فقط ہم ٹھہرے

(گفتنی وناگفتنی ص ۲۷)

حضرت شیخ الاسلامؒ کے مجاہدانہ کارنامے

الحمد للّٰہ وحدہ، والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ: أما بعد: فقال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. والذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ، والذین آووّنصروا آولئک ھم المومنون حقا لھم مغفرة ورزق کریم(سورہ الانفال آیة/۷۴)

شہر استبداد کے دیوارو در ڈھاتا رہا
گم شدہ اسلاف کی تصویر دکھلاتا رہا
ہیچ تھا اس کے لیے اندیشہ دارو رسن
پائے استحقار سے دنیا کو ٹھکراتا رہا
ان کمالات ومحاسن میں جواب اس کا نہیں
اس قبیلہ میں کوئی بھی ہم رکاب اس کا نہیں

(کلیات شورش کاشمیری ص/۷۷۷)

شفقت ومحبت کے پیکر مجسم اساتذۂ کرام اور سامعین عظام! یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھ بندۂ حقیر کو آپ حضرات جیسی عظیم المرتبت شخصیات کے روبرو لب کشائی کی توفیق وسعادت بخشی اور ایک ایسے مرد مجاہد کو موضوع سخن بنانے کا موقع دیا جو اگر ایک طرف حضرت شیخ الہندؒ جیسی انقلابی شخصیت کا چہیتا شاگرد ہے تو دوسری طرف تحریک شیخ الہندؒ کا امین وپاسبان بھی، جو اگر ایک طرف خدمت خلق کے جذبات سے سرشار ہے تو دوسری طرف انسانیت کا غمخوار بھی، جو اگر ایک طرف روضۂ اقدس میں بیٹھ کر، قال ہذا الرسول ﷺ کا درس دینے والا عظیم محدث ہے، تو دوسری طرف اس رسول امی کا عاشق صادق بھی، جو اگر ایک طرف مادر علمی دارالعلوم دیوبند جیسے تاریخی ادارہ کا شیخ الحدیث ہے تو دوسری طرف ملت

اسلامیہ ہند کے دلوں کی دھڑکن، جمعیۃ علماء ہند کا صدر بھی، جو اگر ایک طرف شریعت وطریقت کا حسین سنگم ہے تو دوسری طرف سیادت وقیادت کا جامع بھی، الغرض!

در کفے جام شریعت، در کفے سندان عشق

کا حقیقی مصداق ہے، اس جامع اور باکمال شخصیت کو دنیا جانشین شیخ الہندؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے نام سے جانتی ہے۔

سامعین ذی وقار! باشندگان ہند کے بنیادی حقوق کی بازیابی اور مسلمانان ہند کی عظمت رفتہ کی حصولیابی کے لیے، جو انقلابی تحریک، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے عہد سے چلی تھی، بالآخر اس کی کمان، حضرت سید احمد شہیدؒ، قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور تحریک ریشمی رومال کے بانی، اسیر مالٹا، شیخ الہند، حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ کے ہاتھوں میں آئی، اس علم کو سنبھالنے کے بعد بارہا موجوں اور تھپیڑوں نے آپ کا راستہ روکنا چاہا، بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی چمک نے ڈرانے کی کوشش کی، ظلم وجور کی تند وتیز آندھیوں نے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ناپاک سازش کی، اپنوں اور غیروں کی گالیاں سننی پڑیں، حوادث ومصائب کے پہاڑ ٹوٹے ؛لیکن پائے حسینی میں لغزش تک نہ آئی، استقلال مدنی میں کوئی ضعف نہیں آیا اور مرتے دم تک اس تحریک کو اپنی ایمانی اور دینی غیرت سے زندہ رکھا۔

حاضرین مجلس! حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ، مالٹا کی قید جھیلنے والے اس وفا شعار شاگرد اور تحریک آزادی ہند کو مسلمانوں کا مذہبی اور انسانی فریضہ سمجھنے والے اس مرد مجاہد کو، جب ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء میں استاذ گرامی حضرت شیخ الہندؒ کی وفات کے بعد، دنیا نے جانشین شیخ الہندؒ قرار دے دیا تو تحریک شیخ الہندؒ کو آگے بڑھاتے ہوئے اس نڈر اور بے باک مرد مجاہد نے، شہر کراچی میں خلافت کمیٹی کی آل انڈیا کانفرنس منعقدہ ۹/۸ جولائی

۱۹۲۱ء میں حضرت شیخ الہندؒ کی منظور شدہ تجویز ''ترک موالات'' کی وضاحت کرتے ہوئے، ببانگ دہل، ڈنکے کی چوٹ، یہ اعلان کیا ''حکومت برطانیہ کی فوج میں بھرتی ہونا یا کسی قسم کی فوجی ملازمت کرنا، یا کسی کو فوجی ترغیب دینا بالکل حرام ہے۔ (اسیران مالٹا)

تو آپ کے اس بیان سے قصر برطانیہ کے ستون لڑکھڑانے لگے، انگریزی اقتدار خطرے میں پڑ گیا، خلافت کی بازیابی کے نعرے بلند ہونے لگے، حکومت برطانیہ کے بائیکاٹ کی صدائیں بلند ہونے لگیں، ہندو مسلم ایک پلیٹ فارم پر آ گئے اس لئے ظلم وجبر کی تاریخ دہراتے ہوئے، اقتدار کے نشے میں چور برطانوی حکومت نے ۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کی رات میں آپ کو گرفتار کرکے، ۲۰ ستمبر کو جج کے سامنے دانیال ہال کراچی میں پیش کر دیا، بلالؓ وصہیبؓ کے اس روحانی فرزند، بوذرؓ وآل یاسرؓ کے اس شیدائی، مالکؒ وابوحنیفہؒ اور شافعیؒ واحمد بن حنبلؒ کے اس عاشق صادق، شیخ احمد سرہندیؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ کے اس علمی وارث، قاسم نانوتویؒ اور شیخ الہندؒ کے اس لاڈلے فرزند نے، اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کو دہراتے ہوئے، مسئلہ خلافت کو مذہبی فریضہ قرار دے کر جج کے سامنے ''**افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر**'' کو مدنظر رکھتے ہوئے، پوری جرأت وبے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، لیت ولعل کے بغیر یہ بیان دیا کہ ''اگر گورنمنٹ کا منشا مذہبی آزادی کو سلب کرنے کا ہے، تو صاف صاف اعلان کیا جائے؛ تاکہ سات کروڑ مسلمان اس بات پر غور کر لیں، آیا ان کو مسلمان رہنا منظور ہے یا گورنمنٹ کی رعایا...... اگر لارڈ ریڈنگ اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ قرآن کو جلا دیں، حدیث شریف کو مٹا دیں، کتب فقہ کو برباد کر دیں تو سب سے پہلے اسلام پر اپنی جان قربان کرنے والا میں ہوں بقول شخصے ؎

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

جرأت وبے باکی کی یہ پوری داستان ''اسیران مالٹا'' میں آج بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

حاضرین مجلس! بالآخر وہی ہوا جو ظلم وجور کی تاریخ میں صدیوں سے ہوتا چلا آرہا ہے، اظہارِحق کے پاداش میں دوسال قید بامشقت کی سزا سنادی گئی اور تمام رفقاء کے ساتھ آپ کو بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال کر، حکومت واقتدار کے نشہ میں چور، انگریزی حکومت نے اسے بڑی کامیابی سمجھا؛ لیکن ان اہل جنوں کے حوصلوں نے یہ ثابت کردیا کہ

رسن ودار نہیں اہل جنوں کی منزل
ہم مسافر ہیں بہت دور کے جانے والے

کہ رسن ودار ہماری منزل نہیں، آزادیٔ کامل کی سرحد چھوکر ہی دم لیں گے، غلامی کی زنجیروں اور بیڑیوں کو کاٹ کر ہی دم لیں گے، طوق اسیری کو گلے سے نکال کر ہی سانس لیں گے ؎

یہ سنگ گراں جو حائل ہیں، رستے سے ہٹا کر دم لیں گے
ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں، باطل کو مٹا کر دم لیں گے
سوچا ہے کفیلؔ اب کچھ بھی ہو، ہر حال میں اپنا حق لیں گے
عزت سے جیئے تو جی لیں گے، یا جام شہادت پی لیں گے

چنانچہ مکتوبات شیخ الاسلامؒ ج۴؍ مکتوب۸۷؍ص۲۴۲ کے مطابق آپ نے جیل میں اپنے رفقاء کو یہ پیغام دیا کہ ''آپ کو اسلام کا درد ہونا چاہئے، آپ کو (میری نہیں) دین محمدی کی فکر ہونی چاہئے...... جب تک ہمارے مقاصد حاصل نہ ہوجائیں یعنی خلافت کی آزادی، جزیرۃ العرب کی آزادی، ہندوستان کی آزادی اور پنجاب کی تلافی، اس وقت تک ہم کو نہ چین سے بیٹھنا ہے نہ بیٹھنے دینا ہے، آپ پر شرعاً فرض ہے کہ اگر ایک مری ہوئی چیونٹی کی طرح آپ (انگریز کو) کاٹ سکتے ہیں تو ضرور کاٹ لیجئے''

ملت اسلامیہ کے غیور نوجوانو! دوسال قید بامشقت کی سزا کاٹنے کے بعد، جب نومبر ۱۹۲۳ء میں رہائی ملی تو ملک کا نقشہ بدل چکا تھا، پورے ملک میں ہندو مسلم بلووں کی آگ بھڑک رہی تھی، حکومت برطانیہ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' پالیسی کے تحت، ہندو مسلم قومیت کا مسئلہ چھیڑ کر متحدہ قومیت کو پاش پاش کررہی تھی، تو اس خادم الملۃ والدین نے، ہندو مسلم اتحاد کو فروغ دینے اور باشندگان ہند کو اقتصادی بدحالی کا احساس دلانے کے لیے، ملک کے مختلف علاقوں کا سفر کیا اور اتحاد قومی پر زور دیتے ہوئے، اپنے ایک مکتوب میں فرمایا جو مکتوبات شیخ الاسلام ج۱؍ مکتوب۱۳۳؍ص۳۸۳ پر آج بھی درج ہے کہ ''ہندوستان کے مختلف عناصر اور مختلف ملل کے لیے کوئی رشتۂ اتحاد بجز قومیت کے نہیں ہے، جس کی اساس وطنیت ہی ہوسکتی ہے'' اسی طرح اسیران مالٹا ص؍۱۹۷ کے مطابق، جب مسٹر جناح نے، مارچ ۱۹۴۰ء میں پاکستان کا جن بوتل سے نکال دیا تو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے، جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس جون پور، منعقدہ جون ۱۹۴۰ء میں، مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہہ کر اس تجویز کو رد کردیا کہ ''یہ اسکیم محض بزدلانہ اور سفیہانہ ہے جو ایک طرف برطانیہ کو ''ڈیوائیڈ اینڈ رول'' کا موقع بہم پہنچا رہی ہے...... تو دوسری طرف اسلامی ہمہ گیری کے آگے سخت روڑہ؛ بلکہ چٹان ہے، فرقہ وارانہ جنگ وجدال کے لیے نہایت زہریلا سفوف ہے...... مسلم اقلیت والے صوبوں کے لیے موت کا پیغام ہے'' بعد کے واقعات نے اس اندیشے کو سچ ثابت کردیا اور سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو اٹھانا پڑا۔

حاضرین مجلس! ۱۹۴۰ء میں جب جمعیۃ علماء ہند کے ساتھ ساتھ، کانگریس نے بھی آزادیٔ کامل کا نعرہ بلند کیا، تو شاطران یورپ نے ایک نئی چال چلنے کے لیے، مارچ ۱۹۴۲ء میں کرپس مشن کو ہندوستان روانہ کیا، جس کا مقصد، تحریک

آزادی کامل کو کچل کر، دل کش نقاب میں نیا ڈرامہ پیش کرنا تھا؛لیکن حضرت شیخ الاسلامؒ نے جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے یہ اعلان کردیا کہ اب مکمل آزادی کے علاوہ کوئی نظریہ قبول نہیں کیا جاسکتا،اس کے بعد سب نے اس کا بائیکاٹ کردیا،اس ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے، برطانوی حکومت نے بر افروختہ ہو کر، اپریل ۱۹۴۳ء میں کی گئی ایک تقریر کو بنیاد بنا کر،۲۴ جون کو گرفتار کرکے مرادآباد جیل بھیج دیا اور دوسال دو ماہ دودن کے بعد ۲۶ اگست ۱۹۴۵ء کو رہائی ملی،عزم وہمت کے اس کوہ گراں اور بے باک مردمجاہد نے مئی،۱۹۴۶ء کے اجلاس سہارن پور میں، بلاکسی خوف وخطر، ترانۂ آزادی گنگناتے ہوئے، ببانگ دہل یہ اعلان کیا آزادی کی جدوجہد انتہائی ضروری ہے اور اس کے لیے ہر قسم کی قربانی کے لیے ہر ہندوستانی کو تیار ہونا عقلاً، شرعاً اور انسانیۃً فرض ہے، ایسی غلامی میں مذہب محفوظ ہے، نہ زندگی۔(خطبۂ صدارت اجلاس سہارن پور ص؍۲۷)

ملت اسلامیہ کے دھڑکتے دلو! بالآخر دھیرے دھیرے شہدائے اسلام کا خون رنگ لانے لگا، ڈیڑھ سوسالہ جدوجہد اور قربانی وبلیدان کا پھل ملنے ہی والا تھا، برطانوی غلامی کا طوق گلوں سے نکلنے ہی والا تھا، اسیری کی زنجیریں اور بیڑیاں کٹنے ہی والی تھیں، یعنی ملک آزاد ہونے والا تھا کہ ۱۴؍ اگست ۱۹۴۶ء کے بعد، مذہب کی بنیاد پر کلکتہ، بہار اور گڈھ مکتیشور وغیرہ میں ہزاروں بے گناہوں کا خون بہایا گیا، فرقہ واریت کی بنیاد پر انسانی خون کی ندیاں بہنے لگیں، حتی کہ سیاسی بازی گروں نے، احترام انسانیت کا درس دینے والے مذاہب کو بنیاد بنا کر، انسانوں کو تقسیم کردیا اور ۳ جون ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہند کا پلان پیش کردیا، جسے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اور جانشین شیخ الہندؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہم کی ہزار مخالفتوں کے باوجود ۹ جون کو مسلم لیگ نے اور ۱۴؍ جون کو

کانگریس نے تسلیم کرلیا، جس کی قربانی سب سے زیادہ مسلمانوں کو دینی پڑی۔

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

انسانیت کا درد رکھنے والے میرے بھائیو! آزادی کا خواب تو پورا ہوا ؛لیکن اپنے ساتھ ایک خونی سیلاب لے کر آیا، فرار کو ہجرت کا مقدس نام دے دیا گیا، صدیوں سے قائم امن وامان اور بھائی چارگی کا جنازہ نکل گیا، ہر طرف بے گناہ انسانوں کی چیخ وپکار سنائی دینے لگی، عفیفہ وپاکدامن عورتوں کی سسکیاں عصمت کے محافظوں کو پکارنے لگیں، معصوم بچوں کی ہچکیوں سے پوری فضا گونجنے لگی، انتقام لینے کے ظالمانہ اصول نے انسانوں کو حیوانوں اور درندوں سے بھی زیادہ بدتر حالت میں پہنچادیا تھا، تنفر اور قتل وغارت گری کی لہریں، برابر بڑھتی چلی گئیں، الغرض! پورا ملک شعلۂ جوالہ بن گیا، ایسے نازک وقت میں جہاں مسلم سلاطین ہند کی عظمت کی شاہکار ویادگار، دہلی کی جامع مسجد سے، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے، پوری قوم مسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''آج تم زلزلوں سے ڈرتے ہو، کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے، آج اندھیرے سے کانپتے ہو، کیا یاد نہیں تمہارا وجود ایک اجالا تھا! یہ بادلوں نے میلا پانی کیا برسایا، تم نے بھیگ جانے کے خدشے سے اپنے پائینچے چڑھا لیے، وہ تمہارے ہی اسلاف تھے، جو سمندروں میں اتر گئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں آئیں تو ان پر مسکرادیئے، بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا، صرصر اٹھی تو اس کا رخ پھیر دیا، آندھیاں آئیں تو ان سے کہا کہ تمہارا راستہ یہ نہیں ہے............ یہ فرار کی زندگی جو تم نے ہجرت کے مقدس نام پر اختیار کی ہے، اس پر غور کرو، اپنے دلوں کو مضبوط بناؤ اور اپنے دماغوں کو سوچنے کی عادت ڈالو! اور پھر دیکھو کہ تمہارے یہ فیصلے کتنے عاجلانہ ہیں، آخر

کہاں جارہے ہو؟ اور کیوں جارہے ہو؟............ یہ دیکھو! مسجد کے بلند مینار تم سے اچک کر سوال کرتے ہیں کہ تم نے اپنے تاریخ کے صفحات کو کہاں گم کردیا ہے؟ ابھی کل کی بات ہے کہ جمنا کے کنارے تمہارے قافلوں نے وضو کیا تھا اور آج تم ہو کہ تمہیں یہاں رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے، حالانکہ دہلی تمہارے خون سے سینچی ہوئی ہے‘‘ (خطبات آزاد ص ۳۴۰/۳۴۲)

وہیں سفینۂ ملت کے ناخدا حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ نے دیوبند کی جامع مسجد سے خطاب کرتے ہوئے یہ صدا بلند کی: ’’آخر تم کہاں جا رہے ہو؟ کیا تم نے کوئی جگہ ڈھونڈ لی ہے، جہاں خدائی گرفت سے بچ سکو گے، موت سے بچ کر کہاں جا سکو گے؟ ایک سچا مسلمان موت سے کبھی نہیں ڈرتا، اس لیے جبن اور خوف دل سے نکال دو! کبھی فساد کی ابتداء نہ کرو! اگر فسادی تم پر چڑھ آئیں تو ان کو سمجھاؤ؛ لیکن اگر وہ کسی طرح باز نہ آئیں تو تم معذور ہو، بہادری کے ساتھ ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کرو! اس ملک کو تم نے اپنے خون سے سینچا ہے، آئندہ بھی اس کو اپنے خون سے سینچنے کا عزم رکھو! (پیغام آزاد و مدنی ص ۳۱/ تا ۳۷)

بالآخر قوم وملت کا یہ خادم اور جرأت وایثار کا یہ بےلوث چراغ زبان حال سے یہی صدا لگاتے لگاتے ۱۲/ جمادی الاولی مطابق ۱۵/ دسمبر ۱۹۵۷ء کو اپنے مالک حقیقی سے جاملا ع

اس کی تربت پہ خدا بارش انوار کرے

سامعین مکرم! حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہ کی یہ مجاہدانہ زندگی ذاتی مفاد، خودغرضی اور مطلب پرستی سے ہٹ کر، صرف اور صرف ملت اسلامیہ ہند کی فلاح وبہبود اور کامیابی وکامرانی کے لیے تھی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ پرانے چراغ ج ۱/ ص ۱۰۱ پر لکھتے ہیں ’’مولانا (شیخ الاسلام) اس کام کو اپنا ایک دینی فریضہ سمجھ

کر اور ایک عقیدہ وارادہ کے ماتحت کام کررہے ہیں، وہی بےغرضی، وہی مستعدی، وہی جفاکشی جو ایک سپاہی میں میدان جنگ کے اندر ہوتی ہے، چراغ محمد ص ۲۵۷/ کے مطابق، تقسیم ملک کے بعد، جب آپ کے اعزواقرباء نے، مدینۃ المنورہ میں مقیم ہونے کی دعوت دی تو آپ نے یہ کہہ کر رد کردیا کہ ’’میں ہندوستانی مسلمانوں کو اس بےسروسامانی اور دہشت وقتل وغارت گری میں چھوڑ کر نہیں جاسکتا‘‘

اور جب اگست ۱۹۵۴ء میں حکومت ہند کی طرف سے پدم بھوشن ایوارڈ کی بات آئی تو اکابر دیوبند کی شان، قاسم نانوتویؒ کے ترجمان، شیخ الہندؒ کے روحانی سنتان، قوم وملت کے بےلوث خادم، شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ نے صدر جمہوریۂ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد کو جواب دیتے ہوئے لکھا ’’ایسا تمغہ میرے نزدیک، پبلک کی نگاہوں میں بےلوث، آزاد خادمان ملک وملت کی آزادی اور اظہار حق کو مجروح اور قومی حکومت کی صحیح اور سچی راہنمائی کے لیے ایک قسم کی رکاوٹ ہے...... اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بصد شکر یہ اس تمغہ کو واپس کردوں‘‘!

آپ کا یہ خط آج بھی مکتوبات شیخ الاسلامؒ ج ۴/ ص ۲۱۰/ مکتوب ۸۴/ پر موجود ہے، اخیر میں ایک بار پھر بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(کلیات اقبال ص ۱۹۳/)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.

s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.

han\Desk 2010\A019.TIF not found.

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء. (سورۃ الفاطر آیت/۲۸)

حضرت حکیم الامت ؒحیات وکارنامے

کوئی بزم ہو کوئی انجمن، یہ شعار اپنا قدیم ہے
جہاں روشنی کی کمی ملی وہیں اک چراغ جلا دیا
(کلیم عاجز)

اس طرح شیرازۂ صرصر پریشاں کر دیا
اس نے ہر شاخ گلستاں کو گل افشاں کر دیا
(کلیات شورش کاشمیری)

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

تمنا دردِ دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انھیں خلوت گزینوں میں
(کلیات اقبال ص/۸۶)

حضرت حکیم الامتؒ حیات وکارنامے

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ وأصحابہ اجمعین أما بعد:فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. قال اللّٰہ تعالی: انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء. (سورۃ الفاطر آیت/۲۸) **وقال النبی ﷺ ان العلماء ورثۃ الانبیاء** (سنن ابوداؤد حدیث/۱۳۵۷)

جس کی صحبت سے ہوئے اہل طریقت مستفید
جس کی ہیبت سے بتوں کا دبدبہ جاتا رہا
باندھ کر اپنے خدا سے رشتۂ عہد الست
دعوت وارشاد کے میدان گرماتا رہا
اس خدا آگاہ پر شورش خدا کی رحمتیں
جو دل پیر وجواں پر لطف فرماتا رہا

(کلیات شورش کاشمیری)

گلشن قاسمیہ کے عندلیبو! یوں تو مادرِعلمی کی خوش گوار فضا میں پرورش پانے والے تمام فرزندان اسلام، اور آفتاب دارالعلوم سے روشنی حاصل کرنے والے تمام تابندہ ستارے، آسمان عالم پر نیرتاباں بن کر ساری دنیا کی رہنمائی کرتے رہے ہیں ؛مگر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ذات گرامی اور آپ کی شخصیت ایک ایسی شخصیت ہے کہ آپ نے جس میدان میں قدم رکھا اس کے شہسوار کہلائے۔

عزیزان گرامی: اس ذات سے کون ناواقف ہوگا، جو خلوص وللّٰہیت کی پیکر تھی، جو شریعت کے اسرار وحکم پر مطلع تھی، جو شریعت وطریقت کی مجمع البحرین

تھی، جو تقوی وطہارت میں بے مثال تھی اور کون بے خبر ہوگا اس ذات اقدس سے جو روایات اسلاف کی پاسبان تھی، جو سلف صالحین کے علوم کی امین تھی، جس کے سینے میں علوم نبوت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا، جو مخلوق خدا کی غم گسار بھی تھی اور جو ''خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر'' کا حقیقی مصداق تھی۔

سامعین ذی وقار! حضرت حکیم الامتؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر، اسلام کی وہ نمایاں خدمات انجام دی ہیں، جن کی مثال ہندوستان میں شاذ ونادر ہی ملتی ہے، چنانچہ جب یہ شخصیت بحیثیت معلم، مسند درس پر جلوہ گر ہوتی ہے، تو اپنے علم کی گہرائی وگیرائی کی وجہ سے ایسے ایسے شاگرد پیدا کرتی ہے، جو فقہ میں امام ابو یوسفؒ، تفسیر میں جلال الدین سیوطیؒ، علم حدیث میں امام بخاریؒ، اصول حدیث میں شیخ تقی الدین ابن دقیق العیدؒ، منطق وفلسفہ میں افلاطون اور بوعلی سینا کے پرتو وعکس نظر آتے ہیں، اور جب کبھی گردش زمانہ یا وقت کی نزاکت کے سبب اپنے ہاتھ میں قلم سنبھالتی ہے تو بڑے بڑے قلم کار، بڑے بڑے فنکار گھٹنے ٹیکتے نظر آتے ہیں۔

معاملات وسیاست ہو یا عقائد وعبادت، تصوف وسلوک ہو یا مجاہدہ وریاضت، تجوید وقرأت ہو یا تفسیر وفقہ، منطق ہو یا فلسفہ، غرض یہ کہ دین کا کوئی گوشہ یا شوشہ ایسا نہیں جس میں آپ کی تصنیفی یا تالیفی خدمات نہ ہوں، آپ کی تصنیفات کو پڑھ کر بدعات وخرافات اور رسم ورواج میں لت پت لوگوں کو صراط مستقیم کا پتہ چلا، آپ کے حکیمانہ مواعظ کو سن کر ہزاروں گم گشتۂ راہ کو ہدایت ملی اور نہ جانے کتنے شرابیوں وکبابیوں کو راہ حق نصیب ہوئی، غرض یہ کہ:

کوئی بزم ہو کوئی انجمن، یہ شعار اپنا قدیم ہے
جہاں روشنی کی کمی ملی وہیں اک چراغ جلا دیا

حاضرین مجلس! اس کائنات گیتی کے بحر وبر پر جلال الدین سیوطیؒ کے بعد

چشم فلک نے اتنا بڑا مصنف نہیں دیکھا، زمانہ کو جب تفسیر کی ضرورت پڑی تو ایسی کتاب تصنیف کی جس سے دنیائے تفسیر میں تہلکہ مچ گیا، علامہ انور شاہ کشمیریؒ جیسا محدث جو اردو کتابیں دیکھنے کا بھی قائل نہیں تھا یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ واقعہ ہے کہ بیان القرآن جیسی چست تفسیر دیکھنے میں نہیں آئی، جب مسلمانوں کے عقائد وافکار میں بگاڑ پیدا ہوا تو عقائد کی کتاب لکھ کر باطل کے منھ پر ایسا طمانچہ رسید کیا کہ باطل کے سامنے اندھیرا چھا گیا، جب مسلمانوں میں عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق شکوک وشبہات پیدا ہوئے، لوگ کفر والحاد کی دنیا میں پہو نچنے لگے تو زمانے نے بشکل قلم، شمشیر اشرفی کی دھار بھی دیکھی، جس کے ایک ہی وار سے باطل کی صفیں تتر بتر ہو گئیں، اور جس وقت یہ ہستی خانقاہ امدادیہ میں جلوہ گر ہوئی تو ایک چشمۂ فیض جاری ہو گیا، معرفت ویقین کی دوکان چمکنے لگی، درس انسانیت کا ایک بے مثال مرکز قائم ہو گیا، پھر اگر کوئی عشق ومحبت کا متوالا آیا تو مصلح الامت بن کر نکلا، اگر کوئی علم وعرفان کا پیاسا آیا تو حکیم الاسلامؒ بن کر ظاہر ہوا، اگر کوئی شوق وادب کا متلاشی آیا تو ادیب زمان سید سلیمان ندویؒ بن کر ابھرا، اگر کوئی کفر والحاد، فسق وفجور کے اندھیروں میں حیراں وسرگرداں ہو کر راہ حق کی تلاش میں آیا تو مفسر قرآن عبد الماجد دریا آبادی بن کر نمودار ہوا، اگر کوئی عشق حقیقی کا رہروئے کامل بننے آیا تو شاہ ابرار الحقؒ بن کر محی السنہ کہلایا، غرض یہ کہ جو بھی آیا، جس لئے آیا مطمئن وسیراب ہو کر گیا۔

پھونک کر اپنے آشیانے کو
روشنی دے گیا زمانے کو

وماعلینا الا البلاغ

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.

s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.

s\khan\Desktop 2010\A025.tif not found.

إنهم فتية آمنوا بربهم وزدناهم هدى (سورة الكهف آیت/۱۳)

الحاد وبے دینی کا طوفان بلا خیز اور مسلم نوجوان

غافل نہ ہو خودی سے کر اپنی پاسبانی
شاید کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ
اے لا الٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردار قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

(کلیات اقبال ص/۲۸۴)

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دَم ہے اگر تو، تو نہیں خطرۂ افتاد
(کلیات اقبال ۴۴۸)

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

الحاد و بے دینی کا طوفان بلاخیز اور مسلم نوجوان

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلی آله وأصحابه اجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین أما بعد: فقد قال اللّٰه تعالیٰ إنهم فتية آمنوا بربهم وزدناهم هدی

(سورة الكهف آیت/۱۳)

مجاہدوں کی حمیت کے پاسدار ہو تم
خدا کا شکر ہے ٹیپو کی یادگار ہو تم
چلو کہ گردش حالات رک نہ جائیں کہیں
قدم اٹھاؤ کہ تقدیر روزگار ہو تم
لگاؤ ضرب زمانے کی بے ثباتی پر
اٹھاؤ تیغ کہ معمار نو بہار ہو تم

شورش کاشمیری (گفتنی ناگفتنی ص/۶۰)

حضرت صدر محترم، مشفق ومکرم اساتذہ کرام، مہمانان عظام اور حاضرین مجلس! آج کے ان نازک حالات میں، مذہب اسلام پر چوطرفہ حملہ ہو رہا ہے، بڑے بڑے فتنے، جہنم کے شعلوں کے مانند بھڑک رہے ہیں، قسم قسم کے ایمان سوز، اسلام سوز، اخلاق سوز اور انسانیت سوز فتنے ابھر رہے ہیں، مادیت کی لہریں، الحاد وبے دینی کے طوفان اور قوم پرستی کی آندھیاں، نبوت محمدی سے آنکھیں ملانے کو تیار ہیں، مسیلمہ کذاب نئے روپ دھار کر، نبوت محمدی کو چیلنج کر رہا ہے، اسلامی سرمایہ پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے، اسلامی قلعوں میں شگاف اور دراڑ پیدا کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، انٹرنیٹ کا سہارا لے کر عالمی سطح پر بے حیائی وبدکاری،

فحاشی وعریانیت کوفروغ دیا جارہاہےاورافسوس کہ دنیاان شعلوں میں جل کرخاکستر ہورہی ہے، بالخصوص امت محمدیہ کا وہ نوجوان جو پہلےفن سپہ گری وتیغ زنی کا دلدادہ تھا،آج رقص وسرود کےفن میں کمال حاصل کررہاہے......وہ نوجوان! جو پہلے خطر پسندی اورمہم جوئی کا قائل تھا،اب خیروعافیت اورعیش وعشرت کی جدوجہد کررہاہے ......وہ نوجوان! جو پہلے سنگلاخ وادیوں کواپنے قدموں سے روندتا تھا،اب تفریح گاہوں اور پارکوں کے چکر کاٹ رہاہے......یہی نوجوان! جو پہلے سوختہ چٹانوں اور وحشت ناک گھاٹیوں میں سوجایا کرتا تھا،اب نرم گرم بستروں، گداز قالینوں اورمخملی لحافوں کا متلاشی ہے......یہی نوجوان! کہ پہلے تلواروں کی چمک جس کے دلوں کو مسرورکرتی تھی،اب نرم ونازک ہونٹوں کےتبسم سےاس کی جان میں جان آتی ہے ......یہی نوجوان! جو پہلے تلواروں، تیروں، خنجروں اور نیزوں سے کھیلنے کا عادی تھا اب وہ زلفوں سے کھیلنے کا عادی بن چکا ہے......یہی نوجوان! کہ پہلے جس کی نگاہوں میں میدان کارزار کا منظر سمایا ہوتا تھا،آج ان نگاہوں میں فلمی تصویروں کے مناظررقص کررہے ہیں اسی کارونا روتے ہوئے اقبال مرحوم نے کہا تھا

ترے صوفے ہیں افرنگی، تیرے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی
امارت کیا؟ شکوہ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زور حیدری تجھ میں، نہ استغنائے سلمانی

آہ! کچھ نوجوان وہ بھی تھے جن کے ایمان کی پختگی، بلند ہمتی واعلیٰ کرداری،حق گوئی وبہادری کی مثالیں خودخالق کائنات بیان کرتا ہےاوراپنے کلام لاریب میں ان کا تذکرۂ خیرکرتے ہوئےارشادفرماتا ہے”إنهم فتية آمنو بربهم وزدناهم هدىً“

آہ!ایک نوجوان وہ بھی تھا کہ اپنی خواہشات سے لاپرواہ ہوکر جب جنگ میں پہونچتا ہےتوغسیل الملائکہ کا تمغہ حاصل کرتا ہے......آہ!ایک نوجوان وہ بھی تھا کی جوانی کی عمر میں،شہرشہراورقریہ قریہ فتح کرتے ہوئے جب سندھ پہونچتا ہے،تو مغلوب قوم اس سے نفرت کرنے کے بجائے اسے اپنی آنکھوں پر بٹھاتی ہے؛مگر افسوس صدافسوس!وہ نوجوان جوکبھی بےباکی وشجاعت،عفت وعصمت،عزم وحوصلہ سےعبارت تھا،آج طاؤس ورباب،عیش وسرمستی اورآرام وراحت پرفریفتہ ہے۔

الغرض! آج کا مسلم نوجوان الحادوبےدینی کےطوفان بلاخیز میں پھنسا ہوا ہے؛لیکن اےامت محمدیہ کے دھڑکتے دلو!اےقوم کی رگوں کے لہو! اوراے اسلام کے سپاہیو!تمہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ اٹھواوراپنے اندر پاکیزہ جذبات کی گرمی،خلوص کی چاشنی، ربانیت کا جلال وجمال،محبت کی تپش اورعزائم میں بلندی پیدا کرو،اور ہاں تمہاری نگاہوں کے سامنے:

صدیق اکبرؓ کا جلال ایمانی ہو،عمرؓ کی حکمت ودانائی ہو،عثمانؓ کی حیاء وپاکدامنی ہو،علیؓ کی فتوت وپامردی ہو،حمزہؓ کی شجاعت وبسالت ہو،ابوذرؓ کا فقر واستغنا ہو،سلمانؓ کا صدق وصفا ہو،ابن مسعودؓ کی معرفت وآگہی ہو،خبیبؓ کا جذبۂ شہادت وجاں سپاری ہو، بلالؓ کی للّٰہیت ووارفتگی ہو،مصعبؓ کی حکیمانہ دعوتی سرگرمی ہواورخاندان یاسرؓ کی صبروشکیبائی ہو۔

الغرض!عمومی طور پرصحابۂ کرامؓ کی انقلابی اٹھان اوربصیرت افروزی کا جلوہ ہو،تاکہ ایک مثالی مسلمان کی حیثیت سے تمہاراوجود بقائے عالم کا ضامن بن جائے،اور ہاں!

کر معطر پھر جہاں کو خوشبوئے توحید سے
مست کر کون ومکاں کو نغمۂ جاوید سے

قوم کے غیور نوجوانو! خدارا اس جوانی کو غنیمت جانو، کیوں کہ آج جس طاقت پر تمہیں ناز ہے، جس پر تم اتراتے ہو جس کے تم دلدادہ ہو وہ کل ختم ہونے والی چیز ہے، اعضاء جواب دے جائیں گے، حسن زائل ہو جائے گا، اس لیے پیغمبر خدا ﷺ کی نصیحت "اغتنم شبابک قبل هرمک" (مشکاة المصابیح حدیث/ ۱۵۷۴) پر عمل پیرا ہو جاؤ، جوانی کی اطاعت اللہ کو بہت پسند ہے، جو بندہ اپنی خواہشات کو رب کی رضا کے لیے قربان کر دیتا ہے، اور جو نوجوان اپنی جوانی کو دین کے لیے تج دیتا ہے، وہ سایۂ عرش کا مستحق ہو جاتا ہے کیوں کہ ؎

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

امت کے دھڑکتے دلو! اخیر میں اب ایک مرتبہ پھر شاعر مشرق اقبال مرحوم کی اس پکار پر اپنی بات ختم کرتا ہوں

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ، نئی صبح وشام پیدا کر
اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفال ہند سے مینا وجام پیدا کر
مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر

(کلیات اقبال ص/۳۶۵)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین! ......وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.

s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.

\khan\Desktop 2010\A001.TIF not found.

یا یها الذین آمنوا علیکم انفسکم، لایضرکم من ضل إذا اهتدیتم

(سورہ مائدہ آیت/۱۰۵)

تعلیم کے نام پر تبلیغ میسحیت اور ہماری سادہ لوحی

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغناء میں معراج مسلمانی

(کلیات اقبال ص/۳۴۱)

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی ہے مگر تیشہ فرہاد بھی ساتھ

(کلیات اقبال ص/۱۷۱)

تعلیم کے نام پر تبلیغ مسیحیت اور ہماری سادہ لوحی

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین أما بعد: فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید: أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، یا یھا الذین آمنوا علیکم انفسکم، لایضرکم من ضل إذا اھتدیتم (سورہ مائدہ آیت/۱۰۵)

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف
اس کی تقدیر میں محکومی ومظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف
فطرت، افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف
(کلیات اقبال)

مشفق ومکرم اساتذہ کرام اور رفقاء بزم! سرزمین ہند پر جب انگریزوں کا ناپاک سایہ پڑا، اور وہ اپنی عیاری ومکاری سے یہاں کے مالک بن بیٹھے، تو جہاں ایک طرف ظلم وتشدد کا بازار گرم کیا، سونے کی اس چڑیے کو ویران وبرباد کردیا، مادی طاقت وقوت کو توڑ ڈالا، وہیں باشندگان ہند، خصوصاً مسلمانوں کی روحانیت کو سلب کرنے اور روح محمدی کو ان کے بدن سے نکالنے کے لئے، اگر ایک طرف پادریوں کا لشکر جرار، مناظرہ کا بازار گرم کرنے کے لئے میدان میں اتر چکا تھا، جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں سے "ھل من مبارز" کا نعرہ بلند کررہا تھا، تو دوسری

طرف پوری دنیائے عیسائیت، تعلیم کا بلند وبانگ نعرہ لگا کر، ہندوستانیوں کو عیسائیت کے رنگ میں رنگنے کی تیاری میں مصروف اور سرگرم عمل تھی، سید طفیل احمد منگلوری ''مسلمانوں کا روشن مستقبل'' ص/۱۶۳ پر لکھتے ہیں کہ ''۱۷۹۲ء ہی میں مسٹر ولبرفورس نے پارلیمنٹ کے سامنے مذہبی تعلیم کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندوستان کے لوگ تعلیم پا کر عیسائی ہو جائیں گے اور ہماری سلطنت محفوظ ہو جائے گی'' اولاً تو یہ تجویز رد کر دی گئی؛ لیکن شاطران یورپ اور خیر خواہان مسیحیت کی کوششیں برابر جاری رہیں اور ۱۸۱۱ء میں لارڈ منٹو وائسرائے ہند کی سفارش پر پہلی بار ہندوستانیوں کو تعلیم دینے کا مسئلہ باقاعدہ پاس ہوا۔

سامعین کرام! اس کے بعد تعلیم کا سلسلہ روز بروز بڑھتا گیا، ۱۸۳۳ء میں باقاعدہ، مذہبی تعلیم کے نام پر عیسائیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا، لارڈ میکالے نے نیا نظام تعلیم مرتب کر کے بظاہر آزادئ تعلیم کا نعرہ بلند کیا؛ لیکن حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے طفیل احمد منگلوری (روشن مستقبل ص/۱۷۱) پر لکھتے ہیں کہ لارڈ میکالے اپنی اعلانیہ رپورٹ میں لکھتا ہے:

''ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو، جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو''۔

ملت اسلامیہ کے غیور نوجوانو! اس نظام تعلیم سے دنیائے مسیحیت کو کتنی توقع تھی؟ اور کہاں تک ان کو کامیابی ملی؟ اس کا اندازہ، موسیو گارسن دتاسی کے آخری خطبہ کے اس اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے، جو اس نے ۷ دسمبر ۱۸۶۹ء کو دیا تھا، جس کو مولانا اسیر ادروی دامت برکاتہم نے، اپنی کتاب ''دارالعلوم دیوبند احیاء اسلام کی عظیم تحریک'' ص/۱۴۱ پر نقل کیا ہے وہ اپنے لیکچر میں کہتا ہے: ''اس سے

انکار نہیں کیا جا سکتا ہے، کہ ہندوستانی نوجوان نہ صرف مشن اسکولوں میں؛ بلکہ سرکاری مدارس میں جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ عیسائیت کی طرف مائل ہوں گے'' روشن مستقبل ص/۱۷۳ پر ہے کہ ۱۸۴۶ء میں مارکوئیس آف ٹوئڈل نے انجیل کی تائید پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ رفتہ رفتہ کل لڑکے انجیل کے اختیاری مضمون کو پڑھنے لگیں گے جس سے ان میں اخلاقی ترقی ہوگی۔

ہادیان قوم وملت! یہ تھا انگریزوں کا مشن اور پلان، اور یہ تھی مسیحی حکومت کی چالبازیاں، جس نے دنیاوی اسباب ووسائل سے محروم، چند اہل اللہ کو، ہندوستان کو اندلس ثانی بننے سے بچانے کے لئے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ڈالنے پر آمادہ کیا، ان بااخلاص دردمندان قوم وملت نے انگریزوں کے چیلنج کو قبول کیا، چنانچہ حکیم الاسلام حضرت مولانا وقاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ماہنامہ الرشید ربیع الاول ۱۴۰۴ھ صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے ''علماء دیوبند نے لارڈ میکالے کے اعلان کے بعد دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ڈالی، اور اس کے ساتھ ہی یہ صدا بلند کی کہ ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نونہال تیار کرنا ہے جو رنگ ونسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہوں یا افغانی، مگر دل ودماغ اور طرز وفکر کے اعتبار سے عربستانی اور اسلامی ہوں۔

دردمندان قوم وملت! سوال یہ ہے کہ کیا انگریزوں کے اس ملک کو چھوڑ کر چلے جانے سے انگریزی ذہنیت مٹ گئی؟ کیا آج مسیحیت کے علم بردار، ہمارے نونہالوں پر اپنے ڈورے نہیں ڈال رہے ہیں؟ کیا آج ہمارے بچوں کی ذہن سازی نہیں کی جا رہی ہے؟ کیا آج ہمارے جگر کے ٹکڑوں کو مسیحیت کا درس نہیں دیا جا رہا ہے؟

اس کا صاف صاف جواب یہ ہے، کہ آج بھی عیسائی مبلغین ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، یہ شہر شہر، بستی بستی، قصبہ قصبہ، کانونٹ اسکول کیوں قائم کئے

جارہے ہیں؟ سینٹ تھامس کے نام سے انگلش میڈیم اسکول کس مقصد کے لئے ہیں؟ یہ معصوم معصوم بچوں بچیوں کو گڈ مارننگ کا درس کیوں دیا جارہا ہے؟ یہ یونیفارم کے نام پر ہماری بہنوں کے سروں سے دوپٹہ کیوں چھینا جارہا ہے؟ یہ اسکولی ڈریس کا ذہن بنا کر، چست اور بھڑکیلے لباس میں ہماری بہنوں کو کیوں جکڑا جارہا ہے؟

یہ اور ان جیسے بہت سارے سوالات ہیں، جو آج ہمیں آواز دے رہے ہیں، کہ اے محمد عربی ﷺ کے دیوانو! عفت وعصمت کا درس دینے والو! اے علوم نبوت کے وارثو! سوچو اور سمجھو! حالات کا جائزہ لو! اور میدان عمل میں آجاؤ! ورنہ وہ دن دور نہیں، جب گھر گھر سے سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جنم لیں گے، ہمارے ہی معصوم بچے دین پر انگلیاں اٹھانا شروع کر دیں گے، مسیحیت کی زبانیں بولیں گے، مغربی تہذیب وتمدن کا درس دیں گے اور عیسائیوں کے ہاتھوں کھلونا بن جائیں گے۔

ہمدردان قوم! آیئے ہم غور کریں کہ اس صورتحال کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اپنے بھائیوں اور بہنوں کا ایمان کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟ جام توحید اور عشق رسول ﷺ کا شراب کیسے پلا سکتے ہیں؟ میرے بھائیو! اس کے لئے ہمیں کوئی نیا طریقہ ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے اکابرؒ واسلاف کو جنہوں نے ہماری راہ متعین کر دی ہے، آپ ہی بتایئے! دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور، اور مدرسہ شاہی مرادآباد کے بعد، قیام مدارس کو چھوڑ کر، گاؤں گاؤں مکاتب کیوں قائم کئے گئے؟ پورے ملک میں مکاتب اسلامیہ کا جال کیوں پھیلایا گیا؟ اسی تحریک الحاد ودہریت کا مقابلہ کرنے کے لئے، اس لئے آج ہم بھی اگر ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں، اپنی اولاد کو اسلامی سانچے میں ڈھال سکتے ہیں تو انہیں درسگاہوں کا رخ دکھا کر، تبھی تو مرحوم اقبال نے کہا تھا جیسا کہ ”سہ ماہی

حسن تدبیر مدارس اسلامیہ ص/نمبر۱۷۳ پر ہے کہ

”ان مدارس کو اپنی حالت پر رہنے ...... اگر ہندوستان کے مسلمان ان مدرسوں سے محروم ہو گئے، تو بالکل اسی طرح جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈر اور الحمراء اور باب الاختین کے نشانات کے سوا اسلامی اثرات کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعہ کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا“

انھیں حقیر سمجھ کر نہ گل کرو یارو
یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عیسائیت کے دجل وفریب سے بچائے، اور ان مدارس کی قدر کرنے کی توفیق وسعادت بخشے۔ آمین وما علینا الا البلاغ

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
دارو سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہیؓ
آئین جواں مرداں حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
(کلیات اقبال ص/۲۸۶)

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
khan\Deskt 2010\A019.TIF not found.

فاسئلوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (سورة النحل آیت/۴۳)

فتنۂ غیر مقلدیت کا تاریخی جائزہ

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے!
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی
(کلیات اقبال ص/۱۷۰)

اعلم أن فی الاخذ بهذه المذاهب الأربعة مصلحة عظيمة وفی الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة

ائمہ اربعہؒ کے مذاہب کو اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے
اور ان کو چھوڑنے میں بڑا افساد ہے
(مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ......عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید ص/۵۳)

☆☆☆☆☆

ان چاروں مذاہب (ائمہ اربعہؒ کے مذاہب) کی تقلید کے جواز پر امت یا امت کے قابل لحاظ علماء کا اجماع ہو چکا ہے اور اس کی مصلحت کسی سے پوشیدہ نہیں، بالخصوص اس زمانے میں جس میں ہمتیں پست ہو چکی ہیں، خواہشات نفسانی کا دور دورہ ہے اور ہر شخص عجب پسندی کا شکار ہے۔
(مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ...... حجۃ اللہ البالغۃ ج/اص/۱۵۴)

فتنۂ غیر مقلدیت کا تاریخی جائزہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وأصحابہ اجمعین أما بعد: فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: فاسئلوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (سورة النحل آيت/۴۳)وقال النبی ﷺ تفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة(سنن ابوداؤد حديث/ ۳۹۸۰)

مشفق ومکرم اساتذۂ کرام اور رفقاء بزم! انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے، نبوت ورسالت کا جو مبارک وروحانی سلسلہ، سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے چلا تھا، شدہ شدہ خاتم النبیین، پیغمبر خدا ﷺ پر تام ہوگیا، اب یہی دین آخری دین ہے، یہی شریعت آخری شریعت ہے، قیامت تک پیش آمدہ تمام مسائل کا حل قرآن وحدیث سے تلاش کیا جائے گا، اسی نور ہدایت وشمع محمدی سے روشنی حاصل کی جائے گی، تاہم قرآن وحدیث میں ذکر کردہ تمام مسائل کی توضیح وتنقیح، تحقیق وتشریح، جرح وتعدیل اور تعمیم وتخصیص ہر کس وناکس کا کام نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" **فاسئلوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" (سورة النحل آيت/۴۳)** دوسری جگہ فرمایا "**فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون"(سورة التوبة آيت/ ۱۲۲)** نیز عہد رسالت وعہد صحابہؓ میں، مسائل کے اندر اتباع اہل الذکر کی دسیوں مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں، جن کی بنیاد پر امت کا سواد اعظم وجوب تقلید پر متفق رہا ہے، چنانچہ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ **الانصاف فی بیان سبب الاختلاف** ص/۹۷ اور **حجة الله البالغہ** ج/ا ص/۱۵۴ پر لکھتے ہیں

"إن هذه المذاهبَ الاربعةَ المدونةَ المحررة قد اجتمعتِ

الامةُ أو من يعتدُّ به منها على جواز تقليدها إلى يومنا هذا وفي ذلك من المصالح مالا يخفى لا سيما في هذه الايام التي قصرت فيها الهمم جداً وأشربت النفوس الهوى وأعجب كل ذي رأي برأيه"

یہی نہیں؛ بلکہ مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ترجمان وہابیہ ص/۱۵ پر لکھتے ہیں:

"خلاصۂ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا، چوں کہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقے اور مذہب کو پسند کرتے ہیں، اسی وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر رہے اور ہیں، اور اسی مذہب کے عالم، فاضل، قاضی، مفتی اور حاکم ہوتے ہیں"

سامعین کرام! یہ وہ داخلی شہادت ہے جس نے یہ واضح کردیا کہ عہد ماضی میں، انگلیوں پر گنے جانے والے چند علماء کو چھوڑ کر، انگریز سے قبل منظم شکل میں، فرقۂ غیر مقلدیت کا کہیں نام ونشان تک نہیں تھا؛ لیکن جب انگریزوں نے یہاں قدم جما کر یہ دعوی کیا کہ "خلق خدا کی، رعیت بادشاہ کی، اور حکم کمپنی بہادر کا" تو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فتوی دے دیا، اس فتوی نے پورے ہندوستان میں کہرام مچادیا، جگہ جگہ آزادی کے شعلے بھڑکنے لگے، خصوصاً حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک نے، ہندوستانی مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی، انگریزوں کو قصر برطانیہ لڑکھڑاتا اور منہدم ہوتا محسوس ہوا، تو انہوں نے "ڈیوائیڈ اینڈ رول" کہ لڑاؤ اور حکومت کرو پالیسی کے تحت مختلف شکلوں میں افتراق بین المسلمین کا شوشہ چھوڑا، فتنۂ غیر مقلدیت بھی انہیں فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے جس کا بانی عبد الحق بنارسی ہے۔

حاضرین مجلس! عبد الحق بنارسی نے عین اس وقت یہ جدید نظریات ظاہر

کئے، جب حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ، مسلمانوں میں جذبۂ جہاد پیدا، کر کے انگریزوں وسکھوں کے مقابلے کی تیاری کر رہے تھے اور اس وقت اتحاد واتفاق کی اشد ضرورت تھی، مجبوراً حضرت سید احمد شہیدؒ نے عبدالحق بنارسی کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیا، چنانچہ تاریخ علماء اہل حدیث ص۵؍ پر توقیر الحق ص۲؍ کے حاشیہ کے حوالہ سے میاں نذیر حسین دہلوی کے استاذ اور خسر مولانا عبدالحق صاحب فرماتے ہیں:

’’سو بانی مبانی اس طریقۂ نواحداث کا عبدالحق ہے، جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے، اور حضرت امیر المومنین نے ایسی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا ہے‘‘

لیکن اس کے باوجود بھی عبدالحق بنارسی باز نہیں آئے، اور ۱۲۴۶ھ میں حضرت سید صاحبؒ کی وفات کے بعد اپنے آپ کو ان کا خلیفہ ظاہر کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے رہے، شاہ اسحاق صاحبؒ کے شاگرد، صاحب مظاہر حق نواب قطب الدین صاحب متوفی ۱۲۸۹ھ تحفۃ العرب والعجم میں عبدالحق بنارسی کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے لامذہبیت کی خوب خوب داد دے کر، بہت سارے مسلمانوں کو حضرت سید احمد شہیدؒ کی خلافت کا مدعی بن کر بہکایا اور فساد نواحداث مذہب کا پھیلایا عبدالحق بنارسی تھا‘‘

یہ وہی عبدالحق بنارسی ہیں جن کے بارے میں قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کشف الحجاب ص۲۱؍ پر لکھتے ہیں کہ ’’عبدالحق بنارسی نے ہزارہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردے میں قید مذہب سے نکالا‘‘

سامعین مکرم! یہ تھی فرقۂ غیر مقلدیت کی تاریخ پیدائش، اب آیئے دیکھیں کہ یہ فتنہ کیسے کیسے آگے بڑھتا ہے، عبدالحق بنارسی کے بعد سب سے زیادہ جس نے اس فرقہ کو فروغ دیا وہ مولوی میاں نذیر حسین صاحب دہلویؒ ہیں، میاں نذیر حسین

دہلویؒ نے، جہاں ایک طرف تقلید کے خلاف زبان درازی کرنے والے، انگریزوں کے نمک حلال، مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے شاگردوں کو پیدا کیا، وہیں ٹھیک اس وقت، جب امت کا ایک طبقہ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی اور انگریزوں کا مقابلہ کرنے والے جیالو پیدا کرنے کے لئے، ۱۲۸۳ھ میں ایک فوجی چھاؤنی بنانے میں مصروف تھا، میاں صاحب ’’معیار الحق‘‘ نامی کتاب منظر عام پر لانے میں مشغول تھے، یہ وہی شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی ہیں، جنہوں نے غدر ۱۸۵۷ھ میں انگریزوں کے خلاف فتوی جہاد پر دستخط کرنے کے بجائے، عین اس وقت جب انگریز مسلمانوں کو چیونٹیوں کی طرح مسل رہا تھا، ایک زخمی میم کی خدمت کے صلہ میں، گورنمنٹ انگریز کی طرف سے امن وامان کی چٹھی حاصل کی، یہ واقعہ کہیں اور نہیں؛ بلکہ آپ کی سوانح ’’**الحیاۃ بعد المماۃ**‘‘ ص۲۷۵؍ پر درج ہے۔

دردمندان ملت! میاں نذیر حسین دہلوی کے بعد آپ کے لائق شاگرد، مولوی حسین بٹالوی نے اس چنگاری کو اور فروزاں کیا، یہ وہی محمد حسین بٹالوی ہیں جن کی کوششوں سے اس فرقہ کا خودساختہ نام ’’اہل حدیث‘‘ انگریزی گورنمنٹ نے عطیہ کے طور پر پیش کیا، ان کا اجتہادی کارنامہ یہ ہے کہ اب تک جو فروعی مسائل علماء کے درمیان زیر بحث تھے، ان کو عوامی سطح پر لانے کے لئے ۱۲۹۰ھ میں ایک اشتہار شائع کیا، جس کا متن ایضاح الادلہ ص۳۲؍ پر آج بھی موجود ہے، انگریزوں کی تملق اور چاپلوسی میں ’’الاقتصاد فی مسائل الجہاد‘‘ جیسی کتاب لکھنے والے، مولوی حسین بٹالوی کا یہ اشتہار درحقیقت افتراق بین المسلمین کا داعی تھا، انگریزوں کی نمک حلالی کا ثبوت تھا، مسلمانوں کی طاقت وقوت کو کمزور کرنے کی سازش تھی، چنانچہ اس کے بعد مختلف انداز سے اس جماعت کو دلائل شرعیہ سے مطمئن کرنے کی کوشش کی گئی چنانچہ معیار الحق کا جواب شاہ اسحاق صاحبؒ کے شاگرد نواب قطب

الدین نے توفیر الحق کے نام سے اور اشتہار کا جواب حضرت شیخ الہند نے ادلہ کاملہ کے نام سے مدلل و مفصل انداز میں دیا؛ لیکن آج بھی یہ فرقہ، انہیں رٹے رٹائے مسائل کو بنیاد بنا کر، مسلمانوں کو شک وتذبذب میں مبتلا کر رہا ہے، کہیں رفع یدین پر لڑائی ہے، تو کہیں آمین بالجہر پر جھگڑا، کہیں رکعات تراویح پر نزاع ہے، تو کہیں طلاق ثلاثہ پر مخالفت، کہیں قرأت خلف الامام کا مسئلہ زیر بحث ہے، تو کہیں ایام قربانی پر مجادلہ، مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا ہے، اس فرقہ کا خاص مشغلہ چند جزئی مسائل کی آڑ میں سلف صالحین پر طنز وتعریض، صحابہ کرامؓ پر طعن وتشنیع اور مقلدین کی تضلیل وتفسیق ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ اعتدال پر چلائے۔

آمین. وما علینا الا البلاغ

”واذا جمع هذه العلوم وكان مجانباً للأهواء والبدع متورعاً بالورع محترزاً عن الكبائر غير مصر على الصغائر جاز له أن يتقلد القضاء ويتصرف فى الشرع بالأجتهاد والفتوى ويجب على من لم يجمع هذه الشرائط تقليده فيما يعن له من الحوادث“

اور جب کوئی شخص ان پانچ علوم (کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اقوال سلف، علم لغت اور قیاس) کا جامع ہو، خواہشات نفسانی سے دور رہنے والا ہو، بدعتوں سے علیحدہ ہو، پاکیزگی اور تقوی کو شعار بنائے ہوئے ہو، کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو تو اس کے لئے شرعی معاملات میں اجتہاد کرنا جائز ہے اور جو شخص ان شرائط کا جامع نہ ہو اس پر تقلید واجب ہے۔

(مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ......عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید ص ۱۴)

rs\khan\Desktop\ 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A017.TIF not found.
s\khan\Desktop 2010\A025.tif not found.

یا یها الذین آمنوا علیکم انفسکم، لایضرکم من ضل إذا اهتدیتم

(سورہ مائدہ آیت ۱۰۵)

مسلمانوں کے خلاف صلیبی وصیہونی سازشیں

لفظ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے، فقر غیور!

(کلیات اقبال ص ۴۱۴)

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا
(کلیات اقبال ص ۲۲۱/۲۲۱/۲۲۲)

غیروں کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے
مولانا ظفر علی خاںؒ

مسلمانوں کے خلاف صلیبی وصیہونی سازشیں

نحمده ونصلى على رسوله الكريم أما بعد: فقد قال الله تبارک وتعالىٰ فى القرآن المجيد. أعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. يا يها الذين آمنوا عليكم انفسكم، لايضركم من ضل إذا اهتديتم (سوره مائده آيت/۱۰۵)

مٹ چکا ہے آج ملت کی خلافت کا نشان
مدتوں محکوم تھا جس کا یہ سارا خاکداں
عالم اسلام پر ہے قبضۂ نصرانیاں
خاک آسا ہو رہی ہے شوکت اسلامیاں
جا چکے سب ملک، جن سے نام تھا اسلام کا
قوم میری تجھ کو اب بھی فکر ہے سودو زیاں
فتح ملتی ہے، اگر ہو جوش عبرت استوار
مٹ نہیں سکتا ہے، باطل سے صداقت کا شعار

محترم ومکرم اساتذۂ کرام اور رفقاءعظام! آج کی اس کائنات ارضی پر تاریخ اسلام کی چودہ صدیاں گزر گئیں؛ لیکن ابھی تک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی صلیبی وصیہونی سازشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوسکا، ان سازشوں میں زیادتی تو ہوئی ؛لیکن کمی نہ ہوسکی، ان سازشوں میں ترقی تو ہوئی ؛لیکن تنزلی نہ ہوسکی، ان سازشوں میں سختی تو آئی لیکن نرمی نہ آسکی، ان سازشوں میں شدت تو آئی ؛لیکن خفت نہ آسکی۔

سولھویں صدی عیسوی تک یہود ونصاری تنہا تنہا مسلمانوں کے خلاف سازشیں رچتے رہے ؛لیکن جب سترہویں صدی عیسوی میں یہود نے عیسائیوں

کے مذہبی مرکز ''پاپائیت'' کو اپنی سازش کا نشانہ بنایا اور عیسائیوں کو مذہب سے بیزار کر کے، الحاد و زندقہ کے غار میں ڈھکیل کر، انہیں اپنا ہمنوا بنا لیا، تو اب یہود ونصاریٰ دونوں متحد ہو کر میدان میں مسلمانوں کے خلاف آ گئے، صلیبیوں نے اپنی عسکری اور مشنری قوتوں کے ذریعہ مسلمانوں کی مادی طاقتوں کو تباہ و برباد کیا، تو صیہونیوں نے اپنے خفیہ منصوبوں کے ذریعہ مسلمانوں کی روحانی طاقتوں پر حملہ کیا اور ان پر ذہنی وفکری یلغار کیں، چنانچہ لارڈ میکالے نے برّصغیر میں فرنگی نظام تعلیم کے ادارے قائم کئے اور مسلمانوں کے ذہن وافکار اور تہذیب واخلاق میں ایسا انقلاب بپا کیا کہ ان اداروں سے نکلنے والے نام کے تو مسلمان ہوتے؛ لیکن ذہن وافکار کے اعتبار سے انگریز۔

امریکہ کے مشہور جنسی رسالے ''PLAY BOY'' اور لندن کے جنسی رسالوں میں، برہنہ لڑکیوں کی تصویروں کو قرآن کریم کی آیات کے پاروں میں کئی بار دیکھا گیا، بلجیم کی یہودی دوکانوں پر سامان کے پیکنگ کے کاغذوں پر سورۂ مریم اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات طبع کرائی جاتی رہیں، امریکی ہوٹلوں میں ٹوائلٹ پیپروں پر عرصہ تک علماء دین کی تصویریں چھپتی رہیں، جوتوں وچپلوں کے تلووں پر اللہ اور محمد ﷺ کا نام کندہ کیا جاتا رہا، پینٹوں اور ٹی شرٹوں پر ''لاالہ الا اللہ'' کی عبارت لکھی جاتی رہی۔

مسلمانوں کی کردار کشی کے لئے ٹی وی، اخبار اور پمفلیٹ کے ذریعہ گندی تصویریں شائع کر کے بے حیائی کو فروغ دیا جاتا رہا، بینکوں پر قبضہ کر کے معاشیات کے نام پر سودخوری اور حرام خوری کو زندگی کا جزء لاینفک بنا دیا گیا، آزادئ نسواں کے نام پر عورتوں کو بے پردہ کیا جاتا رہا، عورتوں کے مسئلہ امامت کو چھیڑ کر بے جا مساوات کا نعرہ لگایا جاتا رہا، اور اسلامی تعلیمات پر اعتراض کرنے کے لئے

مستشرقین کی جماعت کو محققین کی صف اول میں لا کھڑا کیا گیا۔

میرے دوستو! صلیبی اور صیہونی سازشوں کا سلسلہ اسی پر ختم نہ ہوا؛ بلکہ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے اور انہیں بے حس بنانے کے لئے جناب محمد عربی ﷺ پر متعدد فلمیں بنائی گئیں، چنانچہ آپ ﷺ کی سیاسی زندگی پر ''دے مسیح'' نام کی ایک فلم بنائی گئی، قیامت کے ہولناک مناظر کو پیش کرنے کے لئے اور اسلامی جزا اور سزا کو بدترین ثابت کرنے کے لئے ''the end of tine'' نام کی ایک فلم بنائی گئی، قرآنی احکام کو خلاف فطرت بتانے کے لئے ''دے ہولی قرآن'' نام کی ایک فلم بنائی گئی، اور اسلامی احکام کا مذاق اڑانے کیلئے ''فتنہ'' نام کی ایک فلم بنائی گئی؛ لیکن افسوس صد افسوس! کہ ان تمام باتوں کے باوجود مسلم اور خاص کر عرب دنیا نے اپنے دامن کو ''مغربی تہذیب'' اور مغربی میڈیا'' کے لئے پھیلائے رکھا اور ان کی ثقافت کو کامیابی کا تمغہ سمجھ کر، اسے اپنے سینے سے لگاتے رہے اور ان کے حلقۂ غلامی کو اپنے گلے میں ڈال کر، اسے اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھتے رہے، مسلمانوں کی اسی زبوں حالی کو دیکھ کر مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے کہا تھا

غیروں کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے

عزیز دوستو! مسلمانوں کی روحانی طاقت کو کمزور کرنے کے بعد صلیبی وصیہونی عفریتوں کا دوسرا ہدف مسلمانوں کی مادی طاقت کو تباہ و برباد کرنا تھا، چنانچہ یوں تو انیسویں صدی ہی میں یہود نے تسخیر عالم اور عظیم تر اسرائیلی ریاست کے قیام کا منصوبہ بنا لیا تھا اور اس پر کسی قدر عمل درآمد بھی شروع کر دی تھی؛ لیکن ۱۹۶۷ء میں یہودی رہنما تھیوڈ ہرزل نے سوئیزرلینڈ کے شہر ''بال'' میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں پچاس مختلف یہودی تنظیموں کی نمائندگی کرنے والے تین سو سے زائد

افراد نے شرکت کی اوراس منصوبے کو چوبیس دستاویز کی شکل دی۔

کانفرس کے بعد یہود نے اپنے اس منصوبے پر عمل کرنا شروع کر دیا، دریائے اردن کو پار کر کے فلسطین کی جانب اپنی آبادیاں بڑھانی شروع کر دیں، ۱۹۱۶ء میں یہودی، عیسائیوں کے ساتھ فلسطین میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۸ء میں تقسیم فلسطین کر کے اسرائیل ریاست قائم کی، یہ یہودی منصوبوں کا پہلا تیر تھا جو دنیائے عرب کے سینے میں گھونپا گیا، ۱۳۱۳ھ میں یہود نے خلافت عثمانیہ کوالحادیوں سے ٹکرا کر پیرہن خلافت کی دھجیاں اڑا دیں اور خلافت کو جمہوریت میں تبدیل کر دیا، ۱۹۱۷ء میں سمرقند و بخارا میں اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی ایک ایسی تاریخ مرتب کی گئی جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

فروری ۱۹۶۹ء میں محمد رضا شاہ پہلوی کو ایران کے اقتدار سے اتار کر خمینی کو صدر بنا دیا گیا، اوراس تبدیلی حکومت کو اسلامی انقلاب کا نام دیا گیا، خمینی نے اگر ایک طرف ایران میں مسلمانوں کی خونیں ندیاں بہائیں تو دوسری طرف عراق سے سات آٹھ سال تک جنگ جاری رکھی، جس کے نتیجے میں پوری خلیج یہود و نصاری کے قبضہ میں چلی گئی۔

۲۰ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روسی افواج کو افغانستان میں داخل کر دیا گیا تا کہ اسلام کے گرتے ہوئے علم سنبھالنے والی آخری جماعت بھی اس دنیا سے ختم کر دی جائے ؛لیکن شیخ عبداللہ عزام ڈیڑھ لاکھ مجاہدین کو لے کر لڑتا رہا اور ۱۹۸۸ء میں روس کے پرخچے اڑا دیئے۔

۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو لے کر ایک بار پھر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور تاریخ اسلام کے سینہ پر ایک ناسور کا اضافہ کر کے افغانستان پر قابض ہوگیا۔

سقوط افغانستان کے بعد عراق ہی ایک ایسا طاقت ور ملک تھا جو صلیبی

وصیہونی طاقتوں سے ٹکر لے سکتا تھا؛ لیکن ۲۰ مارچ ۲۰۰۳ء کو امریکہ نے بل کلنٹن کے طریقہ پر عراق پر حملہ کیا، اور عالم اسلام مسلمانوں کی ایک ارب ستر کروڑ عددی نفری، گیارہ ملین مربع میل کا زمینی رقبہ اور پچاس لاکھ افواج رکھنے کے باوجود بھی عراق کو نہ بچا سکا، افغانستان وعراق کو اپنی ظلم وزیادتی کا نشانہ بنانے اور ان پر حملہ کرنے کی وجہ سے جب امریکہ کی اقتصادی حالت تباہ و برباد ہونے لگی تو امریکہ نے اپنی حالت درست کرنے کے لئے، اسلامی ممالک کے تیل ذخیرہ پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا

لیبیا ہی ایک ایسا ملک تھا جو چالیس سال سے اس کی راہ میں حائل تھا، ۲۰۱۱ء میں جب جمہوری انقلاب آیا تو امریکہ نے بہانا بنا کر ''لیبیا'' پر حملہ کرنا شروع کر دیا، لیبیا کے بعد پاکستان کو تہس نہس کرنے کے لئے، صلیبی وصیہونی طاقتیں بہانا تلاش کر رہی تھیں کیوں کہ پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو محض اسلامی نظریہ کے تحت وجود پذیر ہوا ہے، جسے اسلام دشمن طاقتیں دہشت گردی کی آڑ میں فنا کر دینے کی فکر میں ہیں؛ لیکن پھر بھی اسلام کے اس قافلۂ آبلہ پا نے اسلام کے دیئے کو کہیں اپنی جانفشانی، کہیں اپنے عشق و وفا کی حرارت اور کہیں اپنے خون جگر سے جلائے رکھا اور جاتے جاتے دنیا کو یہ بتا گئے کہ ؎

بھلا سکیں گے نہ اہل زمانہ صدیوں تک
مری وفا میرے عشق وجنوں کے افسانے

اور آج بھی ان اہل جنوں کی تربتوں سے آنے والی یہ صدا اہل دل کو سنائی دیتی ہے کہ ؎

جہاں جہاں نظر آئیں تمہیں لہو کے چراغ
مسافران محبت ہمیں دعا دینا

وما علینا الا البلاغ

قصد طیبہ

بڑھاپا ہے چلا ہوں سوئے طیبہ
لرزتا، لڑکھڑاتا، سر جھکائے

گناہوں کا ہے سر پر بوجھ بھاری
پریشاں ہوں اسے اب کون اٹھائے

کبھی آیا جو آنکھوں میں اندھیرا
تو چکرا کر قدم بھی ڈگمگائے

کبھی لاٹھی، کبھی دیوار پکڑی
کبھی پھر بھی قدم جمنے نہ پائے

نہ بیٹا ہے نہ پوتاہ ے نہ بھائی!
کوئی گھر کا نہیں جو ساتھ جائے

نہیں کچھ آرزو اب واپسی کی
وہیں رکھے خدا واپس نہ لائے

مگر چلتا رہوں گا دھیرے دھیرے
دیا والا میری نیا لکھائے

وہاں جا کر کہوں گا گڑگڑا کر
سلام اس پر جو گرتوں کو اٹھائے

سلام اس پر جو سوتوں کو جگائے
سلام اس پر جو روتوں کو ہنسائے

سلام اس پر جو اجڑوں کو بسائے
سلام اس پر جو بچھڑوں کو ملائے

سلام اس پر جو بھوکوں کو کھلائے
سلام اس پر جو پیاسوں کو پلائے

شاہد قدرت

قرآں کے سپاروں میں   احساں کے اشاروں میں
ایماں کے سنواروں میں   معصوم پیاروں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

صدیقؓ کی شفقت میں   فاروقؓ کی سطوت میں
عثمانؓ کی عفت میں   کرّارؓ کی ہیبت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

احمدؒ کی روایت میں   مالکؒ کی درایت میں!
سفیانؒ کی ثقاہت میں   نعمانؒ کی فقاہت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

ماثور دعاؤں میں   منثور ثناؤں میں
مامور ہواؤں میں   مسحور فضاؤں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

خورشید کے تاروں میں   راتوں کے ستاروں میں
آنکھوں کے خماروں میں   یاروں کے نظاروں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

برکھا کی پھواروں میں   ساون کی بہاروں میں
پودوں کی قطاروں میں   کوئل کی پکاروں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

ہر قطرۂ باراں میں   ہر ذرۂ تاباں میں
ہر برگ گلستاں میں   ہر روئے درخشاں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

گلزار میں خاروں میں   کہسار میں غاروں میں
گنبد میں، مناروں میں   خلوت میں ہزاروں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

عطار میں جامی میں   رومی میں حسامی میں
خسرو میں نظامی میں   سعدیؒ میں سنامی میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

تکبیرِ بلالی میں   شمشیرِ ہلالی میں!
تعمیرِ عوالی میں   تنویرِ معالی میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

قاری کی تلاوت میں   قاضی کی عدالت میں
مفتی کی دیانت میں   غازی کی شہادت میں

میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

زاہد کی رداؤں میں   عابد کی صداؤں میں
ساجد کی نداؤں میں   شاہد کی اداؤں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

خالدؓ کی شجاعت میں   حاتم کی سخاوت میں
سحبان کی بلاغت میں   مجنوں کی نقاہت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

محفل کے چراغوں میں   انگور کے باغوں میں!
سرشار دماغوں میں   ہر قلب کے داغوں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

لیلیٰ کی ملاحت میں   شیریں کی صباحت میں
نغمہ کی نزاکت میں   سعدیٰ کی نظافت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

سینا کے پہاڑوں میں   چینا کے اکھاڑوں میں
قینہ کے بگاڑوں میں   نینا کے پچھاڑوں میں!
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

برجوش شرابوں میں!   پرسوز کبابوں میں
پر رنگ گلابوں میں   پر کیف حبابوں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

ہر لحن حجاز میں   ہر نقش مجازی میں
ہر حسن طرازی میں   ہر عشق نوازی میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

دل دوز نگاہوں میں   دلسوز کراہوں میں
بے تاب تباہوں میں   مہجور کی آہوں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

صحرا کی غزالوں میں   دریا کے اچھالوں میں
بطحاء کے نرالوں میں   طیبہ کے اجالوں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

گنگوہ کے رہبر میں   اجمیر کے دلبر میں
سرہند کے سرور میں   کشمیر کے انور میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

برہاں میں کبیری میں   میزاں میں اثیری میں
دحلاں میں جریری میں   شاداں میں دبیری میں!

میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

اوضاع سریری میں اشجاع حریری میں
اشعارِ نظیری میں افکارِ نصیری میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

سلمہؓ میں فرازیؓ میں عروہؓ میں غفاریؓ میں
مسلم میں بخاری میں سالم میں بہاری میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

استاذ کے ہنٹر میں صیاد کے منتر میں
فصاد کے نشتر میں جلّاد کے خنجر میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

صندل میں چنبیلی میں عطار میں تیلی میں
پھاٹک میں حویلی میں میرٹھ میں بریلی میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

دہلی کے رنگیلوں میں لکھنؤ کے چھبیلوں میں!
کوکن کے نشیلوں میں سورت کے رسیلوں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

بنگال کے بالوں میں لبنان کے لالوں میں
سوڈان کے کالوں میں گجرات کے گالوں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

بچپن میں جوانی میں شاہی میں شبانی میں
آزاد بیانی میں پابندِ زبانی میں!
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

زلفوں کی اسیری میں ماتھے کی لکیری میں
ثروت میں فقیری میں حلوے میں خمیری میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

تسبیح کے دانوں میں ترجیل کے شانوں میں
سجدے کے نشانوں میں خاموش فسانوں میں!
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

تعبیر منامی میں تعطیر انامی میں
تفسیر تعامی میں تقریر کلامی میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

یونسؑ کے سفینے میں منصور کے سینے میں
خاتم میں نگینے میں طائف میں مدینے میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے
محراب میں منبر میں میزاب میں فلٹر میں
کمخواب میں کھدر میں سیماب میں سلور میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے
شمشاد میں سوسن میں آزاد میں ٹنڈن میں
نیپال میں لندن میں سسرال میں سمدن میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے
ہر ماہ کے مہماں میں ہر قلب کے ارماں میں
ہر درد کے درماں میں ہر شاہ کے فرماں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے
لبیک صباحی میں منحر کی اضاحی میں
چھاگل میں صراحی میں مرکز میں نواحی میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے
روزوں میں نمازوں میں عیدوں میں جنازوں میں
ریلوں میں جہازوں میں نازوں میں نیازوں میں

میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے
ذاکر میں مراقب میں زائر میں مصاحب میں
ناظر میں محاسب میں غافر میں معاقب میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے
اذکار نواوی میں آثار سخاوی میں
اسرارِ مناوی میں انظار طحاوی میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
میں نے تمہیں دیکھا ہے

نوٹ: یہ دونوں نظمیں حضرت مولانا ومفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ کی ہیں جو ارمغان اہل دل معروف بہ کلام محمود سے نقل کی گئیں ہیں۔

ازمرتب

☆☆☆☆☆